قادیانیوں کی نمازِ جنازہ
اور
تدفین کی شرعی حیثیت
مؤلف
قاری محمد فاضل نقشبندی
ناشر
جامعہ فیضانِ ختمِ نبوت

قادیانیوں کی نمازِ جنازہ

اور

تدفین کی شرعی حیثیت

مؤلف

قاری محمد افضل باجوہ نقشبندی

امیر مرکزی تحریک فدایان ختم نبوت پاکستان

ناشر

جامعہ فیضانِ ختم نبوت

مریدکے، نارووال روڈ، چوک داتا زیدکا (قلعہ کالروالا)

0300-6117453

نام کتاب: قادیانیوں کی نمازِ جنازہ اور تدفین کی شرعی حیثیت

ایڈیشن: اوّل

تعداد: 1000

سن تالیف: 2020ء

سن طباعت: 2021ء

ناشر: جامعہ فیضانِ ختمِ نبوت

ملنے کا پتہ

جامعہ فیضان ختم نبوت

مین مریدکے نارووال روڈ، چوک داتا زید کا (قلعہ کالروالا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اظہارِ تشکر

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے جو واجب الوجود، صاحب کرم اور فضل ہے، جو اپنی قدرت کاملہ کے ساتھ ہر آن و مکان موجود ہے۔ جس نے ہمیں درست پیدا فرما کر نورِ ایمان و ہدایت، پاکیزہ رزق اور فکرِ غلبہء دین سے نوازا ہے۔ بے حد درود فخر الاولین والاخرین، سید الانبیاء والمرسلین وخاتم النبیین ﷺ کی ذات باعثِ نجات و برکات پر جن کی عزت و ختم نبوت کے پہریداروں میں ہمیں بھی کھڑا کیے جانے کے باعث عزّ و شرف سے نوازا جا رہا ہے۔ (الحمد للہ)

ہمارے علاقہ میں کچھ عرصہ قبل ایک قادیانی کا مسلمانوں نے (کسی کے لالچ پر اُکسانے کی وجہ سے) جنازہ پڑھ لیا، نیز مسلمانوں کے قبرستان میں قادیانی مُردوں کو گاڑنے کا مسئلہ بھی شرعی حیثیت سے حل طلب تھا۔ احباب کا اصرار تھا کہ قادیانیوں کے جنازہ و تدفین بارے شرعی حکم بصورتِ کتوب شائع کیا جائے۔ مرتدین و منافقین کے جنازہ و تدفین بارے کتاب و سنت و فقہ میں بے شمار دلائل میں سے مختصر دلائل جمع کر کے ایک رسالہ بنام

قادیانیوں کی نمازِ جنازہ اور تدفین کی شرعی حیثیت:

شائع کرنے میں محقق العصر حضرت علامہ مفتی غلام رسول القاسمی اطال اللہ عمرہ سرگودھا نے مسودہ کی تصحیح اور تقریظ و مفید مشوروں سے نوازا۔ فخر المدرسین، عمدۃ المحققین حضرت علامہ حافظ محمد عبد الستار سعیدی صاحب شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور متعنا اللہ بطول حیاتہ نے بھی تقریظ سعید لکھ کر عزت و حوصلہ افزائی فرمائی۔ حضرت علامہ صاحبزادہ محمد رضائے مصطفےٰ نقشبندی صاحب شیخ الحدیث جامعہ رسولیہ شیرازیہ لاہور نے حوالہ جات کے لیے تعاون فرمایا۔ علامہ مفتی محمد عمیر اسلم صاحب لاہور، مفتی محمد عمران نقشبندی سابقہ مدرس جامعہ فیضان ختم نبوت، علامہ وقاص احمد قادری تکونڈی بھنڈراں، جناب محمد طارق سعید قاسمی سرگودھا نے کمپوزنگ میں بھرپور تعاون علی البر والتقویٰ کا عملی نمونہ پیش فرمایا۔

رب تعالیٰ فقیر و معاونین کی سعی جمیلہ کو اپنی بارگاہ میں قرب و رضا و نجات کا ذریعہ اور کفار کے لیے ایمان و ہدایت کا باعث بنائے۔ آمین یا رب العالمین بجاہ خاتم الانبیاء والمرسلین

قاری محمد افضل باجوہ نقشبندی

تقریظ سعید

از

عمدۃ المحققین، زبدۃ المدرسین، شیخ العلماء، پاسبان مسلک رضا، پیکر شرافت، حضرت علامہ حافظ عبدالستار سعیدی صاحب دامت برکاتہم العالیہ شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

منکرین ختم نبوت، مرزائی، قادیانی نہ صرف شرعی کافر ہیں بلکہ آئین پاکستان کی رو سے بھی پکے کافر خارج از اسلام ہیں۔ ان پر (نماز جنازہ)، ان کے پیچھے نماز پڑھنا حرام قطعی ہے۔ قادیانی مردوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں گاڑنا شرعاً و قانوناً جرم و حرام ہے۔ بناءً علیہ محافظ ختم نبوت، مجاہد اسلام مولانا محمد افضل باجوہ صاحب کتاب و سنت و فقہائے کرام کی روشنی میں "قادیانوں کے جنازہ و تدفین کی شرعی حیثیت" مستند حوالہ جات کے ساتھ ضبط تحریر میں لائے ہیں جو علماء و طلباء و عامۃ الناس کے لیے نہایت مفید ہے۔

مولانا محمد افضل باجوہ مرکزی تحریک فدایان ختم نبوت پاکستان کے امیر و جامعہ اسلامیہ فیضان ختم نبوت چوک داتا زید کا سیالکوٹ کے بانی و ناظم مہتمم اعلیٰ ہیں۔ جامعہ کا میں نے معائنہ کیا ہے جو کہ خوبصورت، کشادہ عمارت، بہترین انتظام، طلباء کی تربیت، مسلک اعلیٰحضرت علیہ الرحمہ کا پرچار، اسلام کے تحفظ، عصری تعلیم کے لیے علاقہ کا مرکز ہے۔ دعا ہے کہ اللہ کریم موصوف کی تمام مساعی جمیلہ کو شرف قبولیت و بار آور فرمائے۔

آمین یارب العالمین بجاہ خاتم الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

تقریظ

مصنف کتب کثیرہ، محقق العصر

شیخ الحدیث والتفسیر سائیں غلام رسول قاسمی دامت برکاتہم العالیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرآنی نصوص قطعیہ، احادیث متواترہ اور اجماع امت اولین کے انکار اور مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت کو تسلیم کر لینے اور اس کے بے شمار کفریات پر راضی ہونے کی وجہ سے قادیانی کافر ہیں۔ ثانیاً یہ لوگ بنیادی طور پر مرتد ہیں۔ ثالثاً مسلمانوں کا بہروپ دھار کر اور قرآن سے غلط استدلال کر کے لوگوں کو گمراہ کرنے کی وجہ سے یہ لوگ مزید تغلیظ کے حقدار ہیں۔ لہذا ہر لحاظ سے ان کا جنازہ اور مسلمانوں کے قبرستان میں ان کی تدفین یکسر ممنوع ہے۔

اس موضوع پر حضرت علامہ قاری محمد افضل باجوہ صاحب نے نہایت ہی غیرت ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے قرآن، حدیث اور تصریحات فقہاء سے ثابت کیا ہے کہ کافر، مرتد اور کسی بھی کافر یا مرتد کو مسلمانوں کے قبرستان میں جگہ نہ دینا درست ہے۔ فقیر نے یہ رسالہ بالاستیعاب پڑھا ہے۔ اللہ کریم مصنف زید مجدہم کو اس پر خلوص کاوش پر اجر عظیم عطا فرمائے اور ایسی ہی غیرت ایمانی مسلمانوں کو نصیب فرمائے۔ آمین

فقیر غلام رسول قاسمی

از سرگودھا

22 فروری 2021ء

قادیانی کے جنازہ وتدفین کی شرعی حیثیت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی خُصُوْصاً عَلٰی خَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ الَّذِیْ لَارَسُوْلَ بَعْدَہٗ وَلَا نَبِیَّ وَمَنِ ادَّعٰی فَقَدْ ضَلَّ وَغَوٰی۔ اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ۔ (سورۃ توبہ: ۸۴)

ترجمہ: اور نہ پڑھیں نماز جنازہ کسی پر ان (منافقین و کفار) میں سے جو مر جائے کبھی اور نہ کھڑے ہوں اس کی قبر پر بیشک انہوں نے کفر کیا اللہ جل شانہ کے ساتھ اور اسکے رسول علیہ السلام کے ساتھ اور وہ مرے اس حالت میں کہ وہ نافرمان تھے۔

رئیس المفسرین سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما فرماتے ہیں کہ یہ آیت رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کے بارے میں نازل ہوئی (تنویر المقیاس من تفسیر ابن عباس، ۱۲۶ میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی)۔ عارف باللہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی المظہری علیہ الرحمہ تفسیر مظہری میں زیر آیت ارقام پذیر ہیں:

وَلَا تُصَلِّ: اَلْمُرَادُ بِالصَّلٰوۃِ الدُّعَاءُ وَالْاِسْتِغْفَارُ لِلْمَیِّتِ فَیَشْتَمِلُ صَلٰوۃَ الْجَنَازَۃِ اَیْضاً لِاَنَّھَا مُشْتَمِلَۃٌ عَلَی الدُّعَاءِ وَالْاِسْتِغْفَارِ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْھُمْ مَاتَ اَبَداً ظَرْفٌ لِتُصَلِّ وَقِیْلَ ظَرْفٌ لِمَاتَ یَعْنِیْ مَاتَ مَوْتاً مُؤَبَّدًا عَلَی الْکُفْرِ فَاِنَّ اِحْیَاءَ الْکَافِرِ لِلتَّعْذِیْبِ دُوْنَ التَّمَتُّعِ فَکَاَنَّہٗ لَمْ یَحْیٰ وَبِھٰذَا الْمَعْنٰی قَالَ اللّٰہُ لَا یَمُوْتُ فِیْھَا وَلَا یَحْیٰی وَلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِہٖ لِلدَّفْنِ اَوْ لِلزِّیَارَۃِ قِیْلَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا دُفِنَ الْمَیِّتُ وَقَفَ عَلٰی قَبْرِہٖ وَدَعَا لَہٗ وَلِذَا وَرَدَ النَّھْیُ عَنِ الْقِیَامِ عَلٰی قَبْرِہٖ۔

(التفسیر المظہری جلد 4 صفحہ ۲۷۶ قاضی محمد ثناء اللہ المظہری بلوچستان بک ڈپو کوئٹہ)۔

ترجمہ: صلوٰۃ سے مراد میت کے لیے دعا اور استغفار کرنا ہے پس نمازِ جنازہ بھی اسی حکم میں شامل ہے چونکہ نمازِ جنازہ بھی دعا و استغفار پر مشتمل ہوتا ہے اس لئے اسے صلوٰۃ سے تعبیر کیا گیا

ہے۔ اَبَدًا لَا تُصَلِّ کی ظرف ہے بعض علماء نے مَاتَ کو ظرف بنایا ہے یعنی جو کفر پر ابدی موت مرجائے۔ ابدی موت اس لیے فرمایا کیونکہ کافر کا زندہ ہونا عذاب دینے کے لیے ہوگا نہ کہ نعمتوں سے مستفید ہونے کے لیے۔ تو گویا کافر زندہ ہوا ہی نہیں اسی وجہ سے اللہ تعالی نے کافر کے متعلق فرمایا: لَا یَمُوْتُ فِیْهَا وَلَا یَحْیٰی۔

وَلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ کا مطلب ہے کہ آپ کسی کافر کی قبر پر دفن کرنے یا اسکی قبر کی زیارت کرنے کے لیے کھڑے نہ ہوں۔ بعض مفسرین نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب میت کو دفن کر لیتے تو اسکی قبر پر کھڑے ہوتے اور میت کے لیے دعائے مغفرت فرماتے اسی وجہ سے منافق کی قبر پر کھڑا ہونے سے منع فرمادیا۔ یہ نماز پڑھنے اور قبر پر نہ کھڑے ہونے کی نہی کی علت ہے یا منافقین کی ابدی موت کی تائید کی علت ہے۔

شانِ نزول: امام بخاری علیہ الرحمہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے جب عبداللہ بن ابی سلول فوت ہوا تو رسول اللہ ﷺ کو نمازِ جنازہ کے لئے عرض کیا گیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ منافق تھا اسکی نمازِ جنازہ نہ پڑھائیں اس نے فلاں دن یہ کہا تھا فلاں دن ایسا کہا تھا آپ نے اسکی بہت گستاخیاں اور بے وفائیاں شمار کردیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے منافقین کے بارے میں اختیار دیا گیا ہے۔ اگر مجھے معلوم ہو کہ میرے ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کرنے سے اسکی مغفرت ہو جائے گی تو میں ستر مرتبہ سے زیادہ اسکے لیے استغفار کروں گا پس آپ ﷺ نے اسکی نمازِ جنازہ پڑھادی پھر جب واپس تشریف لائے تو یہ سورت برات کی دو آیتیں نازل ہوئیں۔

(الصحیح البخاری، ص، ۱۸۲ جلد اول قدیمی کتب خانہ کراچی)

امام بخاری علیہ الرحمہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس وقت تشریف لائیں جب عبداللہ بن ابی کو دفن کیا جا چکا تھا۔ آپ ﷺ نے اسے نکالنے کا حکم دیا تو وہ باہر نکالا گیا آپ ﷺ نے اسکا سر اپنے گھٹنے پر رکھا اور اپنا لعاب مبارک اسکے منہ میں ڈالا اور اپنی قمیض مبارک اسے پہنائی۔

(الصحیح لمسلم صفحہ ۳۶۸ جلد دوم قدیمی کتب خانہ کراچی)

صحیحین (بخاری و مسلم) میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عبداللہ بن ابی

(رئیس المنافقین کا بیٹا عبداللہ) جو مخلصین میں سے تھا۔ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ مقدسہ میں حاضر ہوا جبکہ اس کا باپ (عبداللہ بن ابی) مرضِ موت میں تھا۔ عرض کی آقا ﷺ میرے باپ کے لیے استغفار فرمائیں تو جانِ عالم علیہ السلام نے اسکے لئے دعائے مغفرت فرمادی پس یہ آیت نازل ہوئی۔

اور روایت کیا ہے الحاکم علیہ الرحمہ نے اور اسکی تصحیح بھی کی ہے اور امام بیہقی نے الدلائل میں اسامہ بن زید سے روایت کیا ہے کہ عبداللہ بن ابی نے خود حضور ﷺ کو اپنی مرض کی حالت میں بلایا اور بخشش کی دعا کے لیے عرض کی اور یہ بھی کہا کہ مجھے اپنے جسمِ منور سے مس شدہ کپڑے میں کفن دیں اور نمازِ جنازہ بھی خود پڑھائیں۔ جب وہ مرگیا تو آپ ﷺ نے اپنی قمیض مبارک بھیجی تاکہ اس میں اسے کفن دیا جائے۔ پھر آپ ﷺ نمازِ جنازہ پڑھانے کے لئے چلے تو یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی (بخاری:4670)۔

امام بخاری علیہ الرحمہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب بدر کے دن حضرت عباس رضی اللہ عنہ (عم رسول ﷺ) قید ہوکر آئے تو آپ کے اوپر قمیض نہ تھی ان کا قد لمبا ہونے کی وجہ سے صرف عبداللہ بن ابی کی قمیض پوری آئی آپ ﷺ نے وہ قمیض چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو پہنادی۔ پھر اس قمیض کا بدلہ آپ ﷺ نے ابن ابی کو اس موقع پر عطا فرمایا۔

(صحیح البخاری صفحہ ۴۲۲ جلد اول قدیمی کتب خانہ کراچی)

علامہ بغوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی طرف سے عبداللہ بن ابی سے ایسا حسنِ سلوک کرنے پر گفتگو ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا: وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ قَمِيْصِيْ وَصَلَاتِيْ مِنَ اللهِ وَاللهِ إِنِّيْ كُنْتُ أَرْجُوْا أَنْ يُسْلِمَ بِهٖ أَلْفٌ مِنْ قَوْمِهٖ یعنی اور اسے کچھ فائدہ نہ دے گی میری قمیص اور میری نماز اللہ تعالی کی سزا سے اللہ کی قسم میں نے تو یہ حسن سلوک اس لیے کیا ہے تاکہ (اس خلقِ عظیم کو دیکھ کر) اس کی قوم کے ہزار آدمی مسلمان ہوجائیں۔ (حاشیۃ العلامہ الصاوی علی تفسیر الجلالین ص ۶۵ مکتبہ غوثیہ کراچی)۔

علامہ بغوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں ایک روایت میں یہ ہے کہ جب اس کی قوم کے افراد نے دیکھا کہ عبداللہ بن ابی آپ ﷺ کی قمیص مبارک سے برکت حاصل کررہا ہے تو ہزار آدمی مسلمان ہوگئے تھے۔ آخر یہ حضرت عارف باللہ پانی پتی علیہ الرحمہ نے علامہ بغوی علیہ الرحمہ کا

تو کہ نقل کیا ہے: قَالَ الْبَغَوِیُّ لَمَا صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بَعْدَ ھٰذِہِ الْاٰیَۃِ عَلٰی مُنَافِقٍ وَّلَا قَامَ عَلٰی قَبْرِہٖ حَتّٰی قُبِضَ۔ (التفسیر المظہری صفحہ ۲۷۶، ۲۷۷، جلد ۴)

ترجمہ: علامہ بغوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اس آیت مبارکہ کے نزول کے بعد تادم وصال آپ ﷺ نے کسی منافق کی نماز جنازہ پڑھی اور نہ منافق کی قبر پر کھڑے ہوئے۔

الامام حجۃ الاسلام ابی بکر احمد بن علی الرازی الجصاص فرماتے ہیں جس طرح کافر میت پر نماز جنازہ پڑھنا منع ہے تو دعائے مغفرت کے لیے منافق و کافر کی قبر پر کھڑے ہونا بھی منع ہے۔

(تفسیر الاحکام القرآن ص ۱۸۴، ج ۳ دار الکتب العلمیہ بیروت)

امام علاء الدین علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی الخازن علیہ الرحمہ امام ترمذی کے حوالہ سے ناقل ہیں: فَمَا صَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ بَعْدَہٗ عَلٰی مُنَافِقٍ وَّلَا قَامَ عَلٰی قَبْرِہٖ حَتّٰی قُبِضَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی۔ (تفسیر الخازن ص ۱۶۴، جلد ۳ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: پس نہ نماز جنازہ پڑھی رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کے نزول کے بعد کسی منافق پر اور نہ ہی کسی منافق کی قبر پر دعا کے لیے کھڑے ہوئے حتیٰ کہ آپ ﷺ کا وصال ہو گیا۔

الشیخ احمد المعروف ملاجیون الجور تفسیرات احمدیہ میں علامہ بیضاوی علیہ الرحمہ کے حوالہ سے ناقل ہیں۔ بِاَنَّ الْمُرَادَ مِنَ الصَّلٰوۃِ الدُّعَآءَ وَالْاِسْتِغْفَارُ لِلْمَیِّتِ کَمَامَرَّ فَکَیْفَ یُسْتَدَلُّ بِھَا عَلٰی عَدَمِ جَوَازِ الصَّلٰوۃِ عَلَی الْکَافِرِ لِاَنَّا نَقُوْلُ اِنَّ الدُّعَآءَ وَالْاِسْتِغْفَارَ لَمَّا مُنِعَ مُطْلَقًا فِیْ حَقِّ الْمَیِّتِ الْکَافِرِ کَانَ مَنْعُ صَلٰوۃِ الْجَنَازَۃِ الَّتِیْ ھِیَ اَکْمَلُ الدُّعَاءِ اَوْلٰی۔ (تفسیرات الاحمدیہ ص ۴۷۲)

ترجمہ: آیت کریمہ میں ،،صلوۃ،، سے مراد میت کے لیے دعا اور استغفار کرنا ہے، جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے، تو پھر کافر کی نماز جنازہ کے عدم جواز پر بھلا ہمارے پاس دلیل کیا ہے، تو جواب یہ ہے کہ دعا اور استغفار جب کافر کے لیے منع ہوا ہو تو پھر جنازہ اکمل ترین دعا ہے، یہ بدرجہ اولیٰ ناجائز ہوا۔

آگے لکھتے ہیں: خلاصہ یہ کہ کفار کے لئے عدم استغفار کی نصوص بکثرت ہیں:

وَھٰذِہِ الْاٰیَۃُ اَعْنِیْ قَوْلَہٗ تَعَالٰی وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْھُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِہٖ صَرِیْحَۃٌ فِیْ اَنَّہٗ لَا یَجُوْزُ الصَّلٰوۃُ عَلَی الْکَافِرِ بِحَالٍ اِذْ قَوْلُہٗ تَعَالٰی مِنْھُمْ اَلضَّمِیْرُ فِیْہِ عَائِدٌ اِلَی الْکَافِرِ وَمَاتَ مَجْرُوْرُ الْمَحَلِّ عَلٰی اَنَّہٗ صِفَۃٌ لِاَحَدٍ وَاَبَدًا یَحْتَمِلُ اَنْ یَّکُوْنَ

ظَرْفُ لَا تُصَلِّ اَیْ لَا تُصَلِّ عَلَیْهِمْ اَبَدًا وَ یَحْتَمِلُ اَنْ یَّکُوْنَ ظَرْفُ مَاتَ اَیْ مَاتَ اَبَدًا لِاَنَّ اِحْیَاءَ الْکَفَرَةِ لِلتَّعْذِیْبِ دُوْنَ التَّمَتُّعِ فَکَاَنَّهُمْ مَیِّتُوْنَ اَبَدًا۔

(تفسیرات احمدیہ صفحہ ۴۷۱)

ترجمہ: اور یہ آیت یعنی وَلَا تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَاتَ اَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ اس بارے میں ،،صریح،، ہے کہ کافر کی کسی حالت میں بھی نماز جنازہ جائز نہیں ہے اس لیے کہ قول باری تعالی مِنْهُمْ میں ضمیر کا مرجع ،،کافر،، ہے اور مَاتَ محل کے اعتبار سے ،،مجرور،، ہے کیونکہ یہ اَحَدٍ کی صفت بن رہا ہے اور لفظ اَبَدًا میں احتمال ہے کہ یہ لَا تُصَلِّ کا ظرف ہو۔ یعنی ،،لَا تُصَلِّ عَلَیْهِمْ اَبَدًا،، ان کی ہمیشہ کے لیے نمازِ جنازہ نہ ادا کریں اور یہ بھی احتمال ہے کہ اَبَدًا فعل مَاتَ کا ظرف بنایا جائے یعنی مَاتَ اَبَدًا ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مر گیا اس لیے کہ کفار کو جب دوبارہ زندہ کیا جائے گا وہ عذاب دینے کے لیے ہوگا نہ کہ کسی قسم کا فائدہ اٹھانے کے لیے ،گویا کافر ہمیشہ ہمیشہ کے لیے میت ہیں۔

سوال: قادیانی، کافر میّت کا ولی (سرپرست) مسلمان ہو تو کیا اس کی نمازِ جنازہ جائز ہے؟ جیسا کہ ہمارے علاقہ و زمانہ میں دین بیزار و نفس پرست طبقہ دوستی و برادری کی بناء پر ایسے سنگین جرائم کا ارتکاب کر لیتا ہے۔

جواب: الشیخ احمد علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: اِنَّ الْفُقَهَاءَ ذَکَرُوْا اَنَّ الصَّلٰوةَ لَا تَجُوْزُ عَلَی الْکَافِرِ بِحَالٍ وَاِنْ کَانَ لَهٗ وَلِیٌّ مُّسْلِمٌ حَتّٰی قَالُوْا اِنَّهٗ فِیْمَنِ اشْتَبَهَ عَلَیْهِ اَنَّهٗ مُؤْمِنٌ اَوْ کَافِرٌ لَا یُصَلّٰی عَلَیْهِ لِاَنَّ الصَّلٰوةَ عَلَی الْکَافِرِ لَا تَجُوْزُ بِحَالٍ۔

(الشیخ احمد المعروف ملا جیون علیہ الرحمہ تفسیرات احمدیہ ص ۴۷۳ مدینہ پبلشرز پشاور)

ترجمہ: حضرات فقہائے کرام رحمہم اللہ نے ذکر فرمایا کہ کافر کی نمازِ جنازہ کسی حال میں بھی جائز نہیں اگرچہ اس کا ولی مسلمان ہی کیوں نہ ہو حتی کہ فرماتے ہیں کہ جس شخص کے بارے میں شبہ ہو کہ وہ مسلمان ہے یا کافر اس کی بھی نمازِ جنازہ نہ پڑھی جائے کیونکہ کافر کی نمازِ جنازہ کسی حال میں بھی جائز نہیں۔

صاحب تفسیر الطبری ارقام پزیر ہیں:

وَلَا تُصَلِّ یَا مُحَمَّدُ عَلٰی اَحَدٍ مَاتَ مِنْ هٰؤُلَاءِ الْمُنَافِقِیْنَ الَّذِیْنَ تَخَلَّفُوْا عَنِ الْخُرُوْجِ مَعَكَ اَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ یَقُوْلُ وَلَا تَتَوَلَّ دَفْنَهٗ وَتَقْبِیْرَهٗ اِنَّهُمْ کَفَرُوْا بِاللّٰهِ

يَقُولُ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا تَوْحِيْدَ اللّٰهِ وَ رِسَالَةِ رَسُوْلِهٖ وَ مَاتُوْا وَهُمْ خَارِجُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ مُفَارِقُوْنَ اَمْرَ اللّٰهِ وَنَهْيَهٗ وَقَدْ ذُكِرَ اَنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ حِيْنَ صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُبَيٍّ

(ابو جعفر محمد بن جریر الطبری ص ۱۴۵ جلد ۴ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت لبنان)

ترجمہ: اے محمد ﷺ آپ نماز (جنازہ) نہ پڑھائیں کسی ایک پر جو منافقت پر مرجائیں وہ منافقین جو آپ کے ساتھ (جہاد کے لیے) نکلنے سے ہمیشہ پیچھے رہے اور انکی قبر پر مت کھڑے ہوں نیز فرمایا اس کے کفن دفن میں شریک مت ہوں بیشک انہوں نے اللہ تعالیٰ کی توحید اور اسکے محبوب کریم ﷺ کی رسالت کا انکار کیا اور وہ مرگئے اس حال میں کہ وہ اسلام سے خارج ہیں اللہ تعالیٰ کے امر اور نہی میں فرق (تبدیلی) کرنے والے ہیں۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَكُوْنُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ يَاْتُوْنَكُمْ مِنَ الْاَحَادِيْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَاؤُكُمْ فَاِيَّاكُمْ وَاِيَّاهُمْ لَا يُضِلُّوْنَكُمْ وَلَا يَفْتِنُوْنَكُمْ۔

(رواہ المسلم ص 10، اوایچ ایم سعید کمپنی کراچی، مشکوۃ ۲۸ قدیمی کتب خانہ کراچی)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں جھوٹے دجال ہونگے جو تمھارے میں وہ احادیث لائیں گے جو نہ تم نے سنیں نہ تمھارے باپ دادوں نے۔ اُن کو اپنے سے اپنے کو ان سے دور رکھو وہ تمھیں گمراہ نہ کردیں فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

السنن ابی داود ص ۲۸۸ جلد ۲ کتاب السنۃ میں حضرت سیدنا ابن عمر و سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہما سے اور سنن ابن ماجہ ص ۱۰ باب فی القدر میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے بدعقیدہ بدمذہب لوگوں کے ساتھ سلوک کرنے کے بارے میں مرویات ہیں کہ جانِ عالم رسول مکرم ﷺ نے فرمایا:

اِنْ مَرِضُوْا فَلَا تَعُوْدُوْهُمْ وَاِنْ مَاتُوْا فَلَا تَشْهَدُوْهُمْ وَاِنْ لَقِيْتُمُوْهُمْ فَلَا تُسَلِّمُوْا عَلَيْهِمْ وَلَا تُجَالِسُوْهُمْ وَلَا تُشَارِبُوْهُمْ وَلَا تُوَاكِلُوْهُمْ وَلَا تُنَاكِحُوْهُمْ وَلَا تُصَلُّوْا عَلَيْهِمْ وَلَا تُصَلُّوْا مَعَهُمْ۔ (ابو داود ص ۲۸۸ جلد ۲، ابن ماجہ ص ۱۰، ابن حبان ص ۱۸۷ جلد ۱، شفاء شریف ص ۲۶۶ جلد ۲ عبدالتواب اکیڈمی بیرون بوہڑ گیٹ ملتان)

ترجمہ: بدمذہب اگر بیمار پڑیں تو انکی عیادت نہ کرو اگر مرجائیں تو انکے جنازہ میں شریک نہ ہو۔

اور اگر انکے ساتھ ملاقات ہو تو انہیں سلام نہ کرو۔ اور نہ ان کے پاس بیٹھو۔ نہ انکے ساتھ پانی پیو۔ اور نہ ہی ان کے ساتھ کھانا کھاؤ اور انکے ساتھ نکاح (شادی) نہ کرو اور نہ انکی نماز جنازہ پڑھو اور نہ ہی انکے ساتھ (انکی اقتداء میں) نماز پڑھو۔ مذکورہ آیات واحادیث براہین ودلائل سے ثابت ہوا کہ کافر ومنافق کی نماز جنازہ کسی حال میں بھی (ادا کرنا مسلمان کے لیے) جائز نہیں ہے خواہ اس (میت) کا ولی مسلمان ہی کیوں نہ ہو۔ اُمتِ مسلم کے نزدیک مرزا غلام احمد قادیانی اور اسکے پیروکار کافر و بے دین ہیں بنائً علیہ ان پر نماز جنازہ ادا کرنا نہ صرف جمیع مسلمانوں کے لیے حرام و ناجائز ہے بلکہ جنازہ ادا کرنے والے حضرات کو تجدیدِ اسلام وتجدیدِ نکاح کرنا شرعاً ضروری ہے۔

قادیانیوں کے لیے خصوصی حکم

سب سے پہلے ذیل میں وہ وجوہات نقل کی جاتی ہیں جن کی وجہ سے علماء امت نے مرزا غلام احمد قادیانی اور اسکے متبعین کی تکفیر کی ہے بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی کی وہ عبارات بھی پیش کرتے ہیں جن میں اس نے خود کو بھی خود ہی کافر و بے دین اور خارج از اسلام قرار دیا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی اور قادیانیوں کی وجوہِ تکفیر۔

۱۔ ختمِ نبوت کا انکار اور ختمِ نبوت کے مسلم معنی میں بیجا تاویل اور قرآنی آیات میں تحریفات۔

۲۔ دعویٔ نبوت اور اسکی تصریح کہ ایسی ہی نبوت مراد ہے جیسے جمیع انبیاء ماسبق کی تھی۔

۳۔ اللہ تعالیٰ کی توھین، حضرت محمد ﷺ وجمیع انبیاء ورسل عظام علیہم السلام کی توھین۔

۴۔ اِدّعائے وحی اور اپنی وحی کو قرآن پاک کی طرح واجب الایمان قرار دینا۔

۵۔ علمائے کرام وعام امت محمدیہ کی تکفیر۔ (معاذاللہ)

ذیل میں ہم وہ دلائل پیش کرتے ہیں جن سے ان قارئین پر بھی عقیدہ ختم نبوت کی حقیقت و اہمیت اور منکرینِ ختمِ نبوت (قادیانیوں) کے جرم کی سنگینی واضح ہو سکے جو ابھی تک قادیانیوں کے ساتھ صلح کلیت و مذہبی رواداری کے داعی اور مسئلہ ختمِ نبوت کو اسلام اور کفر کا مسئلہ کے بجائے علمائے کرام (مولویوں) کا مسئلہ سمجھ کر کفر کو پروان چڑھانے پر تلے ہوئے ہیں۔ عقیدہ ختم نبوت اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ایک ہے جس پر ہمیشہ امت کا اجماع رہا ہے۔

كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا (الاحزاب:40)۔

ترجمہ: (حضرت) محمد ﷺ تمھارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں اور ہاں اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم النبیین (آخری رسول) ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کو جانتا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں رب تعالیٰ نے اپنے محبوب نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی لے کر فرمایا ہے کہ محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور خاتم النبیین اس واسطے ہیں کہ آپ ﷺ کی ذات پر سلسلہ نبوت تا ابد ختم فرما دیا گیا ہے۔

علیم وخبیر رب قدیر نے جب فیصلہ فرما دیا کہ محمد ﷺ کے بعد کوئی بھی نبی کہلوانے، نبوت پانے کا حقدار ہی نہیں ہے تو جو حرماں نصیب جھوٹی نبوت کا مدعی ہو یا اس کا پیروکار ہو بسبب ارشادِ ربانی کی تکذیب وتکفیر کے، وہ مسلمان کیونکر رہ سکتا ہے؟

حقیقت ہے کہ وہ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا (کہ وہ پکا کافر ہے) کا حقیقی مصداق ہے۔

قادیانی مغالطہ کا ردّ:

قادیانی اجرائے نبوت کی دلیل کے طور پر اس بات کو بنیاد بناتے ہیں کہ لغتِ عرب میں خاتم کا معنی مُہر یا مہر لگانے والا بھی مذکور ہے تاہم ،،خاتم النبیین،، اسی معنی میں مستعمل ہے کہ حضرت محمد ﷺ انبیاء پر مُہر لگانے والے ہیں لہذا جس پر آپ ﷺ مہر لگا دیں وہ شرف نبوت سے مشرف ہو جاتا ہے۔ (معاذ اللہ)

قادیانیوں کے اس عقیدۂ غلیظہ کے رد میں لفظ ،خاتم، کا معنی جو متعدد ائمہ لغت وتفسیر نے بیان کیا ہے میں سے دلائل درج کر رہے ہیں۔

علامہ ابن منظور الافریقی (۷۱۱ھ) لغتِ عرب کی انتہائی مستند کتاب ،،لسان العرب،، میں لکھتے ہیں: خِتَامُ الْوَادِيْ اَقْصَاهُ وَ خِتَامُ الْقَوْمِ وَخَاتِمُهُمْ وَ خَاتَمهم آخرهم و محمد ﷺ۔

ترجمہ: (کہتے ہیں قوم کے آخری فرد کو ختام خاتِم اور خاتَم کہا جاتا ہے اسی وجہ سے حضرت محمد ﷺ کو خاتم الانبیاء فرمایا گیا ہے)۔ نیز موصوف نے یوں وضاحت فرمائی ہے۔

وَالْخَاتِمُ وَالْخَاتَمُ مِنْ اَسْمَاءِ النَّبِيِّ ﷺ وَ فِي التَّنْزِيْلِ الْعَزِيْزِ وَ لٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ

خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ اَیْ اٰخِرَهُمْ وَمِنْ اَسْمَائِهٖ: اَلْعَاقِبُ اَیْضًا وَمَعْنَاهُ اٰخِرُ الْاَنْبِیَاءِ۔
(علامہ ابوالفضل محمد بن مکرم بن منظور الافریقی، لسان العرب)

ترجمہ: اور خاتم اور خاتَم نبی کریم ﷺ کے اسمائے گرامی میں سے ہیں عزت والے قرآن میں سے ہیں وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ اور اللہ تعالیٰ کے رسول اور سب نبیوں سے پیچھے آنے والا، اور آپ ﷺ کے اسمائے گرامی میں سے ،،اَلْعَاقِبُ،، بھی ہے اس کا معنی آخر الانبیاء (سب نبیوں سے آخری) ہے۔

امام راغب اصفہانی علیہ الرحمہ (۵۰۲ھ) اپنی شہرہ آفاق کتاب ،،المفردات فی غریب القران ،، میں فرماتے ہیں: وَخَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لِاَنَّهٗ خَتَمَ النُّبُوَّةَ اَیْ تَمَّمَهَا بِمَجِیْئِهٖ۔
(العلامۃ الراغب الاصفہانی المفردات فی غریب القرآن ص ۱۴۹)۔

ترجمہ: اور خَاتِمُ النَّبِيِّيْنَ (تا کی زیر کے ساتھ) اس لیے ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی تشریف آوری سے نبوت ختم کردی یعنی اسے مکمل فرمادیا۔

علامہ مرتضی الزبیدی (۱۱۴۵۔۱۲۰۵ھ) نے تاج العروس من جواھر القاموس میں لحیانی سے نقل کیا ہے:

وَخِتَامُ الْوَادِیْ اَقْصَاهُ وَخِتَامُ الْقَوْمِ اٰخِرُهُمْ عَنِ اللِّحْیَانِیْ وَمِنْ اَسْمَائِهٖ ﷺ اَلْخَاتِمُ وَالْخَاتَمُ وَهُوَ الَّذِیْ خَتَمَ النُّبُوَّةَ بِمَجِیْئِهٖ۔
(ابوالفیض محمد بن محمد بن عبدالرزاق مرتضی زبیدی تاج العروس ص ۱۹۱ فصل الخاء)

ترجمہ: اور وادی کے ختام سے مراد اس کا آخری کنارا ہے اور قوم کے ختام سے مراد اسکا آخری فرد ہے لحیانی سے منقول ہے کہ خاتِم اور خاتَم (تا کی زیر اور تا کی زبر کے ساتھ یہ دونوں) نبی کریم ﷺ کے اسمائے گرامی میں سے ہیں اور خاتم وہ ذات گرامی ہے جس نے اپنی تشریف آوری سے نبوت کو ختم فرمادیا ہے۔

علامہ محمد بن یعقوب فیروز آبادی نے (۷۲۹۔۸۱۷ھ) ،،القاموس المحیط میں لفظ خاتم کا معنی یوں لکھا ہے: وَالْخَاتَمُ اٰخِرُ الْقَوْمِ کَالْخَاتِمِ وَمِنْهُ قَوْلُهٗ تَعَالٰی وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ اَیْ اٰخِرَهُمْ۔ (ابوطاہر محمد بن یعقوب فیروز آبادی القاموس المحیط ص ۱۰۴ فصل الخاء)

ترجمہ: اور خاتم (زیر کے ساتھ اور زبر کے ساتھ) قوم میں سب سے آخر کو کہا جاتا ہے اور

اسی معنی میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے خاتم النبیین (آخر النبیین ہے)

امام ابوعبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: (وَخَاتَمُ) قَرَءَ عَاصِمُ وَحْدَهُ بِفَتْحِ التَّاءِ بِمَعْنٰی اَنَّهُمْ بِهٖ خُتِمُوْا فَهُوَ كَالْخَاتَمِ وَالطَّابِعِ لَهُمْ وَ قَرَءَ الْجُمْهُوْرُ بِكَسْرِ التَّاءِ بِمَعْنٰی اَنَّهٗ خَتَمَهُمْ اَیْ جَاءَ آخِرُهُمْ ۔

ترجمہ: خاتم، کو امام عاصم اکیلے نے تاء کی زیر سے پڑھا ہے بایں معنی کہ آپ ﷺ کے ذریعہ سے آمدِ انبیاء کے سلسلہ پر مہر لگا دی گئی (سلسلہ نبوت بند کر دیا گیا) اور جمہور قراء نے اسے تاء کے کسر کے ساتھ پڑھا ہے۔ بایں معنی کہ آپ ﷺ نے انبیاء کرام کی آمد کا سلسلہ ختم فرما دیا اور سب سے آخر میں تشریف لائیں۔

متعدد کتب لغت میں سے چند کی مختصر عبارات پیش کی گئیں ہیں اور ان کے مصنفین وہ حضرات ہیں جو کہ فتنہء انکارِ ختم نبوت وتاویلاتِ ختم نبوت سے صدہا سال پہلے لکھ چکے ہیں۔

مثلاً: امام راغب اصفہانی کا سنِ وصال (۵۰۲ھ) ہے۔ علامہ ابن منظور الافریقی المصری کا سن ولادت (۶۳۰ھ) سالِ وصال (۷۱۱ھ) ہے۔ علامہ محمد بن یعقوب فیروز آبادی کا سنِ ولادت (۷۲۹ھ) اور سنِ وصال (۸۱۷ھ) ہے۔ علامہ مرتضیٰ زبیدی کا سنِ ولادت (۱۱۴۵ھ) اور سنِ وصال (۱۲۰۵ھ) ہے۔ جبکہ مرزا غلام احمد قادیانی (جھوٹا مدعی نبوت) کا سنِ ولادت ۱۲۵۰ھ مطابق ۱۸۳۵ء اور سالِ انجام ۱۹۰۸ء ہے۔ درج بالا تفصیل ضبطِ تحریر میں لانے کا مقصد یہ ہے کہ جن اہلِ لغت نے لفظ ،،خاتِم وَ خاتَم،، کا معنی ومفہوم بیان کیا ہے ان کا مرزا قادیانی کے ساتھ کوئی دور کا بھی علاقہ وتعلق نہ تھا نیز مرزا نے صدیوں بعد فتنہء انکارِ ختم نبوت کھڑا کیا۔ جس فتنہ سے خاتم النبیین محبوب کریم ﷺ نے آگاہ فرما کر اپنے غلاموں کو بچنے کی تلقین فرمادی۔ (دیکھیں صفحہ نمبر ۵)

عقیدۂ ختم نبوت کی تحفیظ وتقویم وتفہیم:

اسکے ذیل میں متعدد احادیث میں سے چند درج کی جاتی ہیں۔

نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری کے بعد سلسلہ نبوت ہمیشہ کے لیے بند کر کے اس پر مہر لگا دی گئی ہے تا کہ کوئی کذاب دجال اس (سلسلہ نبوت) میں داخل نہ ہو سکے۔ کَمَا قَالَ النَّبِیُّ ﷺ

فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ أُعْطِيْتُ جَوَامِعَ الْكَلِمِ وَ نُصِرْتُ بِالرُّعْبِ وَ أُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَ جُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ مَسْجِدًا وَّ طَهُوْرًا وَ أُرْسِلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً وَ خُتِمَ بِيَ النَّبِيُّوْنَ (صحیح المسلم ص،۱۱۹، الجامع الترمذی، سنن ابن ماجہ، مشکوٰۃ ص، ۵۱۲)

ترجمہ: (۱) مجھے چھ باتوں کی وجہ سے فضیلت دی گئی ہے مجھے جوامع کلم سے نوازا گیا ہے یعنی الفاظ مختصر اور معنی کا بحر بے کنار (۲) رعب کے ذریعے میری مدد کی گئی (۳) میرے لئے غنیمت کا مال حلال کیا گیا (۴) میرے لئے ساری زمین کو مسجد بنا دیا گیا اس سے طہارت یعنی تیمم کی اجازت دی گئی (۵) مجھے تمام مخلوق کے لئے رسول بنایا گیا (۶) مجھ پر سلسلہ نبوت ختم کر دیا گیا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدِ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِيْ وَلَا نَبِيَّ. (جامع ترمذی۔ ص،۵۱، جلد ۲)

ترجمہ: رسول اللہ نے فرمایا میرے بعد نبوت اور رسالت منقطع ہو گئی ہے پس میرے بعد کوئی رسول مبعوث ہوگا نہ کوئی نبی۔

حضرت ابی امامہ باہلی سے روایت ہے کہ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ إِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَبْعَثْ نَبِيًّا إِلَّا حَذَّرَ أُمَّتَهُ الدَّجَّالَ وَأَنَا آخِرُ الْأَنْبِيَاءِ وَأَنْتُمْ آخِرُ الْأُمَمِ وَهُوَ خَارِجٌ فِيْكُمْ لَا مَحَالَةَ۔ (سنن ابن ماجہ ص ۲۹۷)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیشک اللہ تعالی نے کوئی نبی نہیں بھیجا جس نے اپنی امت کو دجال کے خروج سے نہ ڈرایا ہو اور میں آخری نبی ہوں اور تم آخری امت ہو اور وہ دجال ضرور تمہارے اندر ہی نکلے گا۔

عَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ إِنَّهُ سَيَكُوْنُ فِيْ أُمَّتِيْ كَذَّابُوْنَ ثَلَاثُوْنَ كُلُّهُمْ يَزْعَمُ أَنَّهُ نَبِيٌّ وَ أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ.

(سنن داود ص ۲۲۸۔ جلد ۲۔ الجامع الترمذی حدیث: 2219 باب ما جاء لا تقوم الساعۃ حتی یخرج کذابون۔ کتاب الفتن)

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے (طویل) روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اور بیشک میری امت میں تیس کذاب ہونگے ان میں سے ہر ایک یہ دعوی کرے گا کہ میں اللہ کا نبی ہوں حالانکہ میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

عَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰی یَخْرُجَ ثَلَاثُوْنَ دَجَّالًا کُلُّھُمْ یَزْعَمُ اَنَّهٗ رَسُوْلُ اللهِ تَعَالٰی۔

(سنن ابی داود، ص ۲۴۰، جلد ۲)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت قائم ہونے سے پہلے تیس دجال ہونگے ان میں سے ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں۔ (نعوذ باللہ)

حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ کا فتویٰ۔

وَدَعْوَی النُّبُوَّةِ بَعْدَ نَبِیِّنَا ﷺ کُفْرٌ بِالْاِجْمَاعِ۔ (شرح فقہ اکبر ص ۲۰۱)

ترجمہ: اور نبوت کا دعویٰ کرنا ہمارے نبی ﷺ کے بعد بالاجماع کفر ہے۔

علامہ شہاب الدین الخفاجی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں ۔لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ اَیْ لَا یُنَبَّاُ اَحَدٌ بَعْدَ نُبُوَّتِیْ۔ (الخفاجی فی شرح شفاء شریف ص ۴۳۰)

ترجمہ: لا نبی کا مطلب یہ ہے کہ میری نبوت کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی۔

سراج الامہ کاشف الغمہ ابی حنیفہ حضرت امام اعظم کا فتویٰ۔ حضرت امام صاحب کے زمانہ میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور ایک شخص (الھلوانی) نے کہا کہ میں جا کر اس (جھوٹے مدعی نبوت) سے کوئی نشانی طلب کرتا ہوں تا کہ اسکا جھوٹ و سچ عیاں ہو حضرت امام صاحب کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے فرمایا: مَنْ طَلَبَ مِنْهُ عَلَامَةً فَقَدْ کَفَرَ لِقَوْلِ النَّبِیِّ ﷺ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔

ترجمہ: جو شخص اس سے کوئی علامت بھی طلب کرے گا وہ کافر ہو جائیگا نبی پاک ﷺ کے اس فرمان کے مطابق کہ میرے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی۔

علامہ ابن کثیر علیہ الرحمہ کا فتویٰ: وَقَدْ اَخْبَرَ اللهُ تَعَالٰی فِیْ کِتَابِهٖ وَرَسُوْلُهٗ ﷺ فِی السُّنَّةِ الْمُتَوَاتِرَةِ عَنْهُ اَنَّهٗ لَا نَبِیَّ بَعْدَهٗ لِیَعْلَمُوْا اَنَّ کُلَّ مَنِ ادَّعٰی هٰذَا الْمَقَامَ بَعْدَهٗ فَهُوَ کَذَّابٌ اَفَّاكٌ دَجَّالٌ ضَالٌّ مُضِلٌّ۔

ترجمہ: یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب (قرآن پاک) اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی سنت متواترہ میں بتایا ہے کہ بیشک آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے تا کہ ساری دنیا جان لے کہ جو شخص

بھی حضور ﷺ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے گا وہ کذاب ہے جھوٹا ہے دجال ہے خود گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے والا ہے۔

علامہ سید محمود آلوسی علیہ الرحمہ کا فتویٰ:

وَكَوْنُهُ ﷺ خَاتِمَ النَّبِيِّيْنَ مِمَّا نَطَقَ بِهِ الْكِتَابُ وَ صَرَّحَتْ بِهِ السُّنَّةُ وَ اَجْمَعَتْ عَلَيْهِ الْاُمَّةُ فَيُكَفَّرُ مُدَّعِيْ خِلَافِهٖ وَيُقْتَلُ اِنْ اَصَرَّ۔ (تفسیر روح المعانی ص 41 جلد 22)

ترجمہ: نبی پاک ﷺ کا خاتم النبیین ہونا ایسا عقیدہ ہے جسکی تصریح قرآن وسنت نے کی ہے جس پر امت کا اجماع ہے پس جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر ہو جائے گا اور اگر وہ اس دعویٰ پر مصر رہا تو اسکا قتل کیا جائے گا۔

مرزا جی کی تحریرات میں سے چند اقتباسات:

عقیدہ ختم نبوت پر مرزا جی کے چند اقوال پیش خدمت ہیں جن میں مرزا جی نے ثابت کیا ہے کہ ادعائے نبوت وانکارِ ختم نبوت صریحا کفر ہے۔ مرزا جی ارقام پذیر ہیں۔

۱۔ اَلَا تَعْلَمُ اَنَّ الرَّبَّ الرَّحِيْمَ الْمُتَفَضِّلَ سَمّٰى نَبِيَّنَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمَ الْاَنْبِيَاءِ بِغَيْرِ اِسْتِثْنَاءٍ وَفَسَّرَهُ نَبِيُّنَا فِيْ قَوْلِهٖ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ بَيَانٍ وَاضِحٍ لِلطَّالِبِيْنَ، وَلَوْ جَوَّزْنَا ظُهُوْرَ نَبِيٍّ بَعْدَ نَبِيِّنَا ﷺ لَجَوَّزْنَا اِنْفِتَاحَ بَابِ وَحْيِ النُّبُوَّةِ بَعْدَ تَغْلِيْقِهَا وَهٰذَا خَلَفٌ كَمَا لَا يَخْفٰى عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ۔ وَ كَيْفَ يَجِيْءُ نَبِيٌّ بَعْدَ رَسُوْلِنَا ﷺ وَقَدِ انْقَطَعَ الْوَحْيُ بَعْدَ وَفَاتِهٖ وَخَتَمَ اللهُ بِهِ النَّبِيِّيْنَ؟

(حمامۃ البشریٰ مندرجہ روحانی خزائن، ص ۲۲۰۔ جلد ۷ مرزا غلام قادیانی)

ترجمہ: کیا تم نہیں جانتے کہ رب تعالیٰ جو رحیم وبرتر نے ہمارے نبی ﷺ کا نام خاتم النبیین رکھا ہے جس میں کوئی استثناء نہیں۔ اور نبی کریم ﷺ نے اس کی تشریح اپنے اس قول مبارک سے فرمادی ”میرے بعد کوئی نبی نہیں“، یہ طالبین کے لیے واضح بیان ہے اگر ہم اپنے نبی کے بعد کسی دوسرے نبی کا ظہور جائز مان لیں تو ہم نے وحی نبوت کے دروازہ کا کھل جانا جائز قرار دے دیا جبکہ بند ہو چکا ہے اور یہ غلط ہے جیسا کہ مسلمانوں پر مخفی نہیں اور ہمارے رسول کے بعد اور نبی کیسے آسکتا ہے جبکہ آپ کے وصال کے بعد وحی کا سلسلہ کاٹ دیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا ہے۔

۲۔ وَمَا کَانَ لِیْ اَنْ اَدَّعِیَ النُّبُوَّۃَ وَاَخْرُجَ مِنَ الْاِسْلَامِ وَاَلْحَقَ بِقَوْمٍ کَافِرِیْنَ (ایضا ص، ۲۹۷، جلد ۷۔ مباحثہ راولپنڈی، ص، ۷ ۱۴ مرزا غلام قادیانی)۔

ترجمہ: مجھے کیا حق ہے کہ میں دعوی نبوت کر کے اسلام سے نکل جاؤں اور کافر قوم سے جاملوں۔

۳۔ بلکہ ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ اہل سنت جماعت کا عقیدہ ہے ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا مولانا حضرت محمد ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفی ﷺ پر ختم ہوگئی (مجموعہ اشتہارات، ص ۲۱۴، جلد اول، مرزا غلام قادیانی)۔

۴۔ مرزانے یوں بھی لکھا ہے: میں سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفی ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ (اشتہار ۱۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء، مرزا قادیانی)

۵۔ تقریر واجب الاعلان بمقام دھلی،، میں کہا: جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اسکو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ (مجدد اعظم، حصہ اول، ص، ۲۸۵، ڈاکٹر بشارت احمد قادیانی)۔

۶۔ یہ بھی قول مرزا کا ہے: مجھے کب جائز ہے کہ میں نبوت کا دعوی کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافروں کی جماعت سے جاملوں۔

۷۔ یہ بھی لکھا ہے: ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں اور لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور آپ حضرت ﷺ کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔

۸۔ ایک جگہ لکھا ہے: کیا ایسا بد بخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعوی کرتا ہے قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے اور کیا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ کو خدا کا کلام یقین رکھتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت ﷺ کے بعد رسول اور نبی ہوں۔

9۔ وَلَا یَجِیْءُ نَبِیٌّ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَھُوَ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ وَمَا کَانَ لِاَحَدٍ اَنْ یَّنْسَخَ الْقُرْآنَ بَعْدَ تَکْمِیْلِہٖ (تحفہ بغداد مندرجہ روحانی خزائن حاشیہ، ص، ۱۹۹)۔

ترجمہ: اور رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا کیونکہ آپ خاتم النبیین ہیں اور کسی کو اختیار نہیں کہ قرآن کو منسوخ کر سکے اس کے مکمل ہونے کے بعد۔

10۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ یعنی محمد ﷺ تم میں سے کسی کے باپ نہیں ہے مگر وہ رسول اللہ ہیں اور ختم کرنے والے ہے نبیوں کا۔ یہ آیت بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی ﷺ کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔
(ازالہ اوہام مندرجہ روحانی خزائن، ص ۴۳۱، جلد ۳، مرزا غلام قادیانی)

تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ: بہت زیادہ حوالہ جات میں سے درج ذیل دس پر اکتفا کرتے ہیں۔ جو مرزا غلام قادیانی نے تسلیم کیا ہے کہ جو شخص حضرت محمد ﷺ کے بعد دعوی نبوت کرے وہ کذاب، کافر، بے دین دائرہ اسلام سے خارج مفتری، بدبخت، اور لعنتی ہے۔ مرزا جی کا ۹۹۔ ۱۸۹۳ء بلکہ ۱۹۰۰ء تک بھی عقیدہ تھا کہ: فَلَا حَاجَةَ لَنَا اِلٰى نَبِيٍّ بَعْدَ مُحَمَّدٍ ﷺ وَقَدْ اَحَاطَتْ بَرَكَاتُهٗ كُلَّ اَزْمِنَةٍ وَفُيُوْضُهٗ وَارِدَةٌ عَلٰى قُلُوْبِ الْاَوْلِيَاءِ وَالْمُحَدِّثِيْنَ بَلْ عَلَى الْخَلْقِ كُلِّهِمْ۔ (تحفہ بغداد مندرجہ روحانی خزائن، ص ۲۴۴، جلد ۷، مرزا غلام قادیانی)

ترجمہ: ہمیں محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی نبی کی ضرورت نہیں جبکہ آپ کی برکات نے سب زمانوں کو گھیر رکھا ہے اور آپ کے فیوض اولیاء اور محدثین بلکہ ساری مخلوق خدا کے قلوب پر وارد ہو رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی توہین:

۱۔ ایک بار مجھے یہ الہام ہوا تھا کہ خدا قادیان میں نازل ہوگا، اپنے وعدے کے موافق (تذکرہ مجموع الہامات، ص ۴۵۲)۔

۲۔ وَرَاَيْتُنِيْ فِي الْمَنَامِ عَيْنَ اللّٰهِ وَ تَيَقَّنْتُ اَنَّنِيْ هُوَ (آئینہ کمالات اسلام، ص ۵۶۴۔ روحانی خزائن، ص ۵۶۴، جلد ۵)۔

ترجمہ: میں (مرزا غلام قادیانی) نے خواب میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں، میں نے یقین کر لیا کہ میں وہی ہوں۔

۳۔ میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور میں نے یقین کیا کہ وہی ہوں (کتاب البریہ، ص ۸۵، روحانی خزائن، ص ۱۰۳، جلد ۱۳)۔

۴۔ تو جس بات کا ارادہ ہے وہ تیرے حکم سے فی الفور ہو جاتی ہے (روحانی خزائن،

ص ۱۰۸، جلد ۲۲)۔

۵۔ خدا تعالیٰ نے آج سے چھبیس برس پہلے میرا نام براھین احمدیہ میں محمد اور احمد رکھا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز مجھے قرار دیا ہے (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن، ص ۵۰۲، جلد ۲۲)۔

۶۔ میں بار بار بتلا چکا ہوں کہ میں جب آپ وَآخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ بروز طور پر نبی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براھین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے پس اس طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔ اور چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی۔ کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی (ایک غلطی کا ازالہ، ص ۱۱، روحانی خزائن، ص ۲۱۲، جلد ۱۸)

۷۔ اُس (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا رب کیا تو انکار کریگا (اعجاز احمدیہ، ص ۷۱، روحانی ضمیمہ نزول المسیح المقصود، ص ۱۸۳، جلد ۱۹)۔

تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی توہین:

۱۔ اس جگہ یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ خدا تعالیٰ نے میرا نام عیسیٰ ہی نہیں رکھا بلکہ ابتداء سے انتہا تک جس قدر انبیاء علیہم السلام کے نام تھے وہ سب میرے نام رکھ دیئے ہیں (براہین احمدیہ، ص ۱۱۲، حصہ پنجم مندرجہ روحانی خزائن، جلد ۲۱، ص ۱۱۲)۔

۲۔ میں اس بات کا خود قائل ہوں کہ دنیا میں کوئی ایسا نبی نہیں آیا جس نے کبھی اجتہاد میں غلطی نہیں کی جب وہ نبی جو تمام انبیاء سے افضل تھا اجتہادی غلطی سے بچ نہ سکا۔
(تتمہ حقیقۃ الوحی، ص ۵۷۳، روحانی خزائن، جلدی ۲۲)

حضرت سیدنا نوح علیہ السلام کی توہین:

اور خدا تعالیٰ میرے لیے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح علیہ السلام کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔
(تتمہ حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ص ۵۷۵، جلد ۲۲)

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی توہین:

اور یہ جو فرمایا کہ "وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِیْمَ مُصَلًّی" یہ قرآن شریف کی آیت ہے اور اس مقام میں اس کے یہ معنی ہیں کہ یہ ابراہیم (مرزا قادیانی) جو بھیجا گیا تم اپنی عبادتوں اور عقیدتوں کو اس کی طرز پر بجالاؤ اور ہر ایک امر میں اس کے نمونہ پر اپنے تئیں بناؤ۔

(اربعین نمبر: ۳ ص ۸۷، روحانی خزائن، ص ۴۲۰، جلد ۱۷)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین:

۱۔ خدا تعالیٰ نے براہین احمدیہ حصص سابقہ میں نام عیسیٰ رکھا اور جو قرآن شریف کی آیتیں پیشگوئی کے طور پر حضرت عیسیٰ کی طرف منسوب تھیں وہ سب آیتیں میری طرف منسوب کر دیں اور یہ بھی فرمادیا کہ تمہارے آنے کی خبر قرآن و حدیث میں موجود ہے۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم، روحانی خزائن، ص ۱۱۱، جلد ۲۱)

۲۔ اور مجھے قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میری جان ہے کہ اگر مسیح بن مریم میرے زمانہ میں ہوتا تو وہ کام جو میں کر سکتا ہوں وہ ہرگز نہ کر سکتا اور وہ نشان جو مجھ سے ظاہر ہو رہے ہیں وہ ہرگز نہ دکھلا سکتا۔

(روحانی خزائن، ص ۲۰، جلد ۱۹، حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، ص ۱۵۲، جلد ۲۲)

۳۔ ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو کہ اس سے بہتر غلام احمد۔ (درثمین)

۴۔ خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود بھیجا جو اس سے پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس نے اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔

(روحانی خزائن، ص ۲۳۳، جلد ۱۸)

۵۔ آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پزیر ہوا مگر شاید یہ بھی خدائی کے لئے ایک شرط ہوگی۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت بھی شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان ہے ورنہ کوئی پرہیز گار انسان ایک جوان کنجری کو یہ موقعہ نہیں دے سکتا کہ آپ اس کے سر پر اپنے ناپاک ہاتھ لگادے اور زنا کاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر

ملے اور اپنے بالوں کے اس کے پیروں پر ملے مجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔

(روحانی خزائن، ص ۲۹۱، جلد ۱۱)

۶۔ اور ایک بڑا بھاری معجزہ میرا یہ ہے کہ میں نے حسی طور پر اور بدیہی ثبوتوں کے ذریعہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کو ثابت کر دیا ہے اور ان کی جائے وفات اور قبر کا پتہ دے دیا ہے۔

(تریاق القلوب، ص ۹)

۷۔ اَمَّا صَعُوْدُ عِیْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ وَنُزُوْلُہٗ فَھُوَ اَمْرٌ یُکَذِّبُہُ الْعَقْلُ وَ کِتَابُ اللّٰہِ الْقُرْآنُ۔

(الاستفتاء، ص ۲)

ترجمہ: بہر حال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع اور نزول کا معاملہ تو عقل اور اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن شریف اسکی تکذیب کرتی ہے۔

مذکورہ بالا عبارات کے علاوہ مرزا کی اور بھی بہت ساری ایسی خرافات ہیں جن میں مرزا نے حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام انکے رفع الی السماء اور نزول کا واضح انکار اور خود نہ صرف مثیلِ مسیح، مسیح علیہ السلام ہونے کا دعویٰ کیا ہے بلکہ ان سے افضل ہونے کا دعویٰ کیا ہے (نعوذ اللہ) حالانکہ نصوص قطعیہ صریحہ سے رفع و حیات عیسیٰ علیہ السلام اور پھر ان کا نزول ثابت ہے۔

مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت:

جبکہ ۵ نومبر ۱۹۰۱ء میں مرزا جی (ایک غلطی کا ازالہ) نامی پمفلٹ، اشتہار شائع کر کے ہندوستان کے طول و عرض میں پھیلایا جس میں مرزا جی نے علی الاعلان نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ کر دیا اور کہا کہ خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا ہے۔ (معاذ اللہ) بلکہ مرزا جی عین محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ ذیل میں درج عبارت پڑھتے جایئے اور مرزا کی بدبختی کا اعلان کرتے جایئے۔

۱۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم نبی اور رسول ہیں۔ (روحانی خزائن، ص ۱۲۷، جلد ۱۰)

۲۔ خدا وہی خدا ہے جس نے اپنے رسول یعنی اس عاجز کو ہدایت دینِ حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔

(اربعین ص ۳۶، جلد ۳)

۳۔ سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔

(دافع البلاء، ص ۱۵، روحانی خزائن، ص ۲۳۱، جلد ۱۸)

۴۔ ایک وحی اللہ ہے: هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ۔

(ایک غلطی کا ازالہ صفحہ 4 مندرجہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 207 دیکھو ص ۴۹۸ براہین احمدیہ)

اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا ہے۔ پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ۔ اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔

(ایک غلطی کا ازالہ، مندرجہ روحانی خزائن)

۵۔ صریح طور پر مجھے نبی کا خطاب دیا گیا (معاذ اللہ)۔ (حقیقۃ الوحی)

۶۔ اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے مجھے بھیجا ہے اور میرا نام نبی رکھا ہے (معاذ اللہ)۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی، ص:۶۸)

مرزا جی کا ۱۹۰۰ء تک پختہ عقیدہ و اعلان در بارہ ختم نبوت یہی تھا کہ:

۱۔ نبوت کی کوئی قسم نہیں ہے جیسا کہ امت مسلمہ کا مسلمہ عقیدہ ہے۔

۲۔ ختم نبوت کا معنی بھی ایک ہی ہے جو نبی ﷺ نے بزبان خود بیان فرمایا ہے۔ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ۔ اَنَا اٰخِرُ الْاَنْبِیَاءِ۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں، میں اللہ تعالیٰ کا آخری نبی ہوں۔ جبکہ اس کے علاوہ کوئی اور معنی و مطلب مراد لینا جائز نہیں ہے۔

۳۔ سلسلہ نبوت کے بند ہو جانے کے بعد سلسلہ وحی نبوت و رسالت بھی تا ابد منقطع ہے۔

۴۔ اجرائے نبوت و رسالت و اجرائے وحی نبوت کا قائل مدعی نبوت بشمول اپنے پیروکاروں کے، مکذب، مکفر، مترود، مفتری، بدبخت، بیدین، دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

درج بالا عقائد و نظریات کے برعکس ۱۹۰۱ء میں قرآن و احادیث و اجماع امت کی بڑی ڈھٹائی کے ساتھ مخالفت برائے خوشنودی برطانوی سامراج و برایمائے یہود و انگریز کر کے جھوٹی نبوت کا دعوی الاپ کر مستحق عتاب و قہر و باب مخلد فی النار ٹھہرا۔

حیات مسیح علیہ السلام:

كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا

حکیما یعنی نہیں قتل کیا انہوں نے اسے یقینا بلکہ اٹھالیا اسے اللہ نے اپنی طرف اور ہے اللہ تعالی غالب حکمت والا۔

ان آیات طیبات میں یہودیوں کے اس دعوی اور عیسائیوں کے عقیدہ کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو بذریعہ سولی قتل کردیا گیا کی نفی کرتے ہوئے آپ کی حیات مبارکہ اور آسمانوں پر زندہ اٹھا لیا جانا بیان فرمایا گیا ہے۔ آیت مذکور میں لفظ ،،رفع،، استعمال ہوا ہے جو کہ ہمارے دعوی (رفع و حیات مسیح علیہ السلام) پر دلیل ہے۔ کیونکہ رفع کا حقیقی ولغوی معنی ہیں اوپر اٹھانا، بلند کرنا، کسی کو مجلس میں آگے بڑھانا۔ (ملاحظہ ہو، صراح، ص، ۱۶، جلد ۲، قاموس، ص، ۵۱۲، منتی الادب، ص، ۱۷۶، المنجد، ص، ۲۹۸، لغات کشوری، ص، ۲۱۴، نسیم اللغات، ص، ۵۲۲، فرہنگ فارسی، ص، ۴۷۲)۔

فَالرَّفْعُ فِي الْأَجْسَامِ حَقِيْقَةٌ فِي الْحَرَكَةِ وَالْإِنْتِقَالِ وَفِي الْمَعَانِي مَحْمُوْلٌ عَلَى مَا يَقْتَضِيْهِ الْمَقَامُ۔ (المصباح المنیر، ص، ۱۳۹)

ترجمہ: لفظ رفع جسموں کے متعلق حقیقی معنی کی رو سے حرکت اور انتقال کے لئے ہوتا ہے اور معانی کے متعلق جیسا موقع محل ہو ویسی مراد ہوتی ہے۔

معلوم ہوا کہ ،،رفع،، کے حقیقی ووضعی معنی جب کہ اس کا متعلق جسم ہو یہی ہے کہ اس کو نیچے سے اوپر حرکت دے کر منتقل کردینا اس حقیقی معنی کو جبکہ اختیار کرنے میں دشواری نہیں جب کہ محاورات میں اسکی بہت سی نظائر موجود ہیں۔

مثلاً حضرت زینب کے صاحبزادے کے انتقال کی حدیث میں آتا ہے۔ فَرُفِعَ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ الصَّبِيُّ یعنی وہ لڑکا (آپ کا نواسہ) آپ کے پاس اٹھا کر لایا گیا) (المشکوۃ المصابیح:)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعہ معراج بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: ثُمَّ رُفِعْتُ إِلَى السِّدْرَةِ الْمُنْتَهٰى۔ پھر میں سدرۃ المنتھی کی طرف اٹھایا گیا۔

حضرت براء بن عازب سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں: كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ رَفَعَ يَدَيْهِ ثُمَّ لَا يَرْفَعُهَا حَتّٰى يَفْرِغَ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تھے تو اپنے ہاتھ مبارک اٹھاتے پھر نماز سے فارغ ہونے تک نہ اٹھاتے تھے۔ بہرحال، بَلْ رَّفَعَهُ اللهُ، میں رفع جسمانی مع الروح تو یقینا مراد ہے جو اس کا معنی حقیقی ہے کیونکہ ،،رفعه،، میں ،،ہ،، ضمیر عیسٰی علیہ السلام کی طرف راجع ہے جو روح مع الجسد

کا نام ہے نہ کہ صرف روح کا جیسا کہ قصہ ءیوسف علیہ السلام میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔ وَرَفَعَ اَبَوَیْهِ عَلَى الْعَرْشِ اور جب یوسف علیہ السلام نے اپنے والد کو تخت پر بٹھایا۔ اصول یہ ہے کہ جہاں حقیقی معنی متعذر نہ ہو وہاں حقیقی معنی ہی مراد ہوتا ہے جبکہ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ میں نہ تو حقیقی معنی متعذر ہے اور نہ ہی کوئی قرینہ صارفہ موجود ہے جس کی تائید میں حضرت قتادہ، ابن زید، ضحاک، سعید بن جبیر اور امام طبری وغیرہم یہ حدیث بیان کرتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ لَيَنْزِلَنَّ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا فَلَيَقْتُلَنَّ الدَّجَّالَ وَلَيَقْتُلَنَّ الْخِنْزِيْرَ وَلَيُكَسِّرَنَّ الصَّلِيْبَ وَتَكُوْنُ السَّجْدَةُ وَحْدَهٗ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ثُمَّ قَالَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اِقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ قَالَ اَبُوْهُرَيْرَةَ قَبْلَ مَوْتِ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ يُعِيْدُهَا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔

(مشکوۃ، ص ۴۸۰)

ترجمہ: نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ابن مریم ایک عادل حاکم کی حیثیت سے تم میں ضرور اتریں گے وہ دجال اور خنزیر کو قتل کریں گے صلیب کو توڑیں گے اور سجدہ اللہ تعالیٰ کو کیا جائے گا جو پروردگار ہے سارے جہاں والوں کا۔ پھر حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر دلیل کی ضرورت ہو تو یہ آیت پڑھو وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ موتہ کی ضمیر عیسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹتی ہے آپ نے یہ بات تین مرتبہ کہی۔

حضرت ابوہریرہ سے مرفوع روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: كَيْفَ اَنْتُمْ اِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ مِنَ السَّمَاءِ فِيْكُمْ وَاِمَامُكُمْ مِنْكُمْ۔

(رواہ البخاری واخرجہ مسلم، کتاب الاسماء والصفات، ص ۱۶۶، جلد ثانی، تفسیر دُرِّ منثور، ص ۲۴۱، جلد ۲، مشکوۃ، ص ۴۸۰، تفسیر مظہری، ص ۳۵۸، جلد ۸)۔

ترجمہ: تم کیسی اچھی حالت میں ہو گے جب کہ تم میں سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہونگے اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا۔

حضرت امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: رَفْعُ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ اِلَى السَّمَاءِ ثَابِتٌ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ۔ (تفسیر کبیر، ص ۱۰۳، جلد ۱۱)

ترجمہ: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع اس آیت مبارکہ سے ثابت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس، بَلْ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ، کی تفسیر میں لکھتے ہیں: لَمَّا اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّرْفَعَ عِيْسٰى اِلَى السَّمَاءِ خَرَجَ اِلٰى اَصْحَابِهٖ۔ (تفسیر ابن کثیر، ص، ۵۷۵، جلد ۱، وقال ھذا اسناد صحیح)

ترجمہ: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف اٹھانے کا ارادہ فرمایا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے صحابہ کرام کی طرف نکلے۔ اس حدیث کی سند بالکل صحیح ہے۔

علامہ ابوحیان اندلسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ وَاَجْمَعَتِ الْاُمَّةُ اِنَّ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ حَيٌّ فِي السَّمَاءِ وَيَنْزِلُ اِلَى الْاَرْضِ۔ (تفسیر نھر الماد، ص، ۴۷۳، جلد، ۲)

ترجمہ: اور تمام امت کا اس مسئلہ پر اجماع ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور زمین پر اتریں گے۔

حضرت الامام ابوالحسن الاشعری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: وَاَجْمَعَتِ الْاُمَّةُ عَلٰى اَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ رَفَعَ عِيْسٰى اِلَى السَّمَاءِ (کتاب الماتہ عن اصول الدیانۃ، ص: ۴۶)۔

ترجمہ: اور تمام امت اس (عقیدہ) پر متفق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف زندہ اٹھالیا ہے۔

ابن عطیہ علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: وَاَجْمَعَتِ الْاُمَّةُ عَلٰى مَاتَضَمَّنَهُ الْحَدِيْثُ الْمُتَوَاتِرُ مِنْ اَنَّ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ حَيٌّ فِي السَّمَاءِ وَاَنَّهٗ يَنْزِلُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ۔
(تفسیر بحر المحیط، ص، ۴۷۲، جلد ۱)

ترجمہ: اور تمام امت کا اجماع ہے حدیث متواتر کے پیش نظر کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ ہیں اور آخری زمانے میں نازل ہونگے۔

اَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ فِيْ تَارِيْخِهٖ وَالطَّبْرَانِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ قَالَ يُدْفَنُ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ مَعَ الرَّسُوْلِ ﷺ وَصَاحِبَيْهِ فَيَكُوْنَ قَبْرُهٗ رَابِعاً۔
(تفسیر در منثور، ص، ۳۴۶، جلد ۲)

ترجمہ: امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور طبرانی نے حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت کی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو رسول اللہ ﷺ اور آپ کے دونوں ساتھیوں (حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما) کے ساتھ دفن کیا جائے گا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر چوتھی ہوگی۔

اخرج الترمذی وحسنه عن محمد بن یوسف بن عبد اللہ بن سلام عن ابیہ عن جدہ قال مکتوب فی التوراۃ صفۃ محمد ﷺ وعیسی علیہ السلام یدفن معہ قال ابو مودود وقد بقی فی البیت موضع قبر۔

(در منثور، ص ۲۴۵، جلد ۲، مشکوٰۃ، ص، ۵۱۵، ترمذی ص، ۲۴۵)

ترجمہ: امام ترمذی علیہ الرحمہ نے بطریق حسن محمد بن یوسف بن عبداللہ بن سلام سے اس نے اپنے والد اس نے اپنے دادا سے روایت کی کہ تورات میں حضرت محمد مصطفی ﷺ کی صفت اور یہ کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو اس کے ساتھ دفن کیا جائے گا لکھا ہوا ہے ابو مودود علیہ الرحمہ نے کہا کہ تحقیق روضہ انور میں عیسیٰ علیہ السلام کی قبر کی جگہ باقی ہے۔

امام جوزی نے کتاب الوفاء باحوال المصطفیٰ میں روایت ہے کہ: عن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ ینزل عیسی بن مریم الی الارض فیتزوج ویولد لہ ویمکث خمساً واربعین سنۃ ثم یموت فیدفن معی فی قبری فاقوم انا وعیسی بن مریم فی قبر واحد بین ابی بکر وعمر۔ (مشکوٰۃ، ص، ۴۸۰، الوفا، ص ۸۱۴)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عیسیٰ بن مریم علیہ السلام زمین کی طرف آسمان سے اتریں گا پھر نکاح کریگا اور صاحب اولاد ہوگا اور پینتالیس سال تک زمین پر حکومت کریگا پھر وفات پائے گا اور میرے ساتھ میرے مقبرہ (روضہ انور) میں دفن ہوگا اور میں اور عیسیٰ علیہ السلام ایک ہی قبر سے ابی بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے درمیان قیامت کے دن اٹھیں گے۔

قال الحسن قال رسول اللہ ﷺ للیھود ان عیسی لم یمت وانہ راجع الیکم قبل یوم القیامۃ (تفسیر در منثور، ص، ۲۴۱، جلد، ۲)۔

ترجمہ: حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے یہود سے فرمایا کہ تحقیق عیسیٰ علیہ السلام نہیں فوت ہوئے اور وہ قیامت سے پہلے تمہاری طرف واپس آنے والے ہیں۔

وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ ویوم القیامۃ یکون علیھم شھیدا (النساء، ۱۵۹)۔

ترجمہ: اور کوئی اہل کتاب میں سے ایسا نہیں ہوگا جو اس کی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لائے اور قیامت کے دن ان پر گواہ ہوگا۔

وَاِنْ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِ عِيْسٰى وَاللّٰهِ اِنَّهُ لَحَيٌّ الْاٰنَ عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اِذَا نَزَلَ اٰمَنُوْا بِهٖ اَجْمَعُوْنَ. (تفسیر ابن کثیر زیر آیت مذکور، تفسیر در منثور ص ۲۴۱،۲۴۰، جلد ۲)

ترجمہ: کل اہل کتاب عیسیٰ علیہ السلام پر انکی موت سے پہلے ان پر ایمان لائیں گے اور خدا کی قسم وہ (عیسیٰ علیہ السلام) ابھی زندہ ہیں اللہ تعالیٰ کے پاس اور جب وہ نازل ہونگے تو ان پر ایمان لائیں گے۔

وَاَخْرَجَ اِمَامُ جَرِيْرٌ وَ اِبْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ مِنْ طَرِيْقِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ قَوْلِهٖ وَاِنْ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ قَالَ قَبْلَ مَوْتِ عِيْسٰى.

(تفسیر در منثور، ص ۲۴۱، مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما وَاِنْ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ قبل موتہ سے مراد قبل موت عیسیٰ علیہ السلام ہے۔

مذکورہ آیتوں کے علاوہ متعدد آیات مبارکہ سے بھی رفع عیسیٰ علیہ السلام بجسدہ العنصری کا مضمون ثابت ہے جیسے:

وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ. (الزخرف، ۶۱)

ترجمہ: اور یقیناً وہ (عیسیٰ علیہ السلام) قیامت کے لئے ایک خبر (نشانی) ہے تو تم اس میں ہرگز شک نہ کرنا اور میری پیروی کرنا۔ یہ سیدھی اور حقیقی راہ ہے۔

وَ اِنَّهٗ يَعْنِيْ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ لَعَلَمٌ لِّلسَّاعَةِ اَيْ نُزُوْلُهٗ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ يُعْلَمُ بِهٖ قُرْبُهَا قَرَءَ اِبْنُ عَبَّاسٍ وَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ وَ قَتَادَةَ وَ اَنَّهٗ لَعَلَمٌ لِّلسَّاعَةِ بِفَتْحِ الْعَيْنِ وَاللَّامِ اَيْ اَمَارَةٌ وَعَلَامَةٌ (تفسیر مظہری، ص ۳۵۸، جلد ۸)۔

ترجمہ: میں ،،و،، ضمیر سے مراد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات ہے یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا (دوبارہ آسمان سے) تشریف لانا قیامت کی نشانیوں میں سے ہے جس کے ذریعے یہ معلوم کیا جاسکتا ہے کہ قیامت بہت ہی قریب ہے حضرت عباس، حضرت ابوھریرہ، حضرت قتادہ رضوان اللہ علیہم نے اسے یوں پڑھا ہے وَاِنَّهٗ لَعَلَمٌ لِّلسَّاعَةِ یعنی علم کا لام کے فتحہ کے ساتھ پڑھا ہے جس کا معنی نشانی اور علامت ہے۔

ابی بکر احمد بن علی الجصاص نے تفسیر احکام القرآن میں ،وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ، کی تفسیر میں قول حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے: قَالَ نُزُوْلُ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ عَلَيْهِ

السَّلَامُ عَلَمٌ لِلسَّاعَةِ۔ فرمایا: وَاِنَّهٗ لَعَلَمٌ لِلسَّاعَةِ سے مراد ہے کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا نزول قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔

وَيُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَ كَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِيْنَ (ال عمران، ۴۶)۔ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمہ تفسیر مظہری میں لکھتے ہیں۔ قَالَ الْحَسَنُ بْنُ الْفَضْلِ وَ كَهْلًا يَعْنِي بَعْدَ نُزُوْلِهٖ مِنَ السَّمَاءِ فَاِنَّهٗ رُفِعَ اِلَى السَّمَاءِ قَبْلَ سِنِ الْكُهُوْلَةِ۔

(تفسیر مظہری، ص، ۵۰، جلد ۲، تفسیر الخازن، ص، ۴۵۲، جلد ۱، مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: حسن بن فضل نے کہا، "کَھْلاً"، سے مراد یہ ہے کہ آسمان سے نازل ہونے کے بعد عیسیٰ علیہ السلام گفتگو کریں گے کیونکہ کہولت کی عمر سے قبل ہی آپ کو آسمان پر اٹھالیا گیا تھا۔

جبکہ خود مرزا صاحب نے لکھا ہے: اَلَا يَعْلَمُوْنَ اَنَّ الْمَسِيْحَ يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ بِجَمِيْعِ عُلُوْمِهٖ وَلَا يَاْخُذُ شَيْئًا مِنَ الْاَرْضِ مَالَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ۔

(آئینہ کمالات اسلام مندرجہ روحانی خزائن، ص ۴۰۸، جلد ۵)

ترجمہ: کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اپنے تمام علوم کے ساتھ نازل ہونگے اور زمین سے کوئی شئے (علم) حاصل نہ کرینگے یہ لوگ کیوں نہیں سمجھتے۔

اور مرزا جی نے تحفہ گولڑویہ، ص، ۱۹۵ مندرجہ روحانی خزائن، ص، ۲۸۱ جلد ۱۷ میں لکھا ہے۔ حج الکرامۃ میں ابن واطیل وغیرہ سے روایت لکھی ہے کہ مسیح عصر کے وقت آسمان پر سے نازل ہوگا نیز ازالہ اوہام، ص، ۴۲، مندرجہ روحانی خزائن، ص، ۱۴۲، جلد ۳، پر مرزا غلام قادیانی نے لکھا کہ حضرت مسیح جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔

فتح السلام، ص، ۱۵، روحانی خزائن، ص، جلد ۳ کے حاشیہ پر مرزا نے خود لکھا ہے۔ اس لئے وہ ایک خوش اعتقاد اور نیک آدمی کی حمایت سے بچ گیا اور بقیہ ایام زندگی بسر کر کے آسمان کی طرف اٹھایا گیا۔

غرضیکہ قرآن واحادیث اور اجماع امت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات اور انکا رفع الی السماء اور آسمان سے نزول ثابت ہے جبکہ اس کا انکار اور تاویل سراسر کفر ہے جیسا کہ مندرجہ بالا حوالہ جات سے ثابت ہو گیا ہے کہ مرزا خود بھی ایک عرصہ تک حیات مسیح علیہ السلام اور انکے رفع الی السماء اور پھر نزول کا کل قائل رہا ہے۔

توہین قرآن:

ادعائے وحی اور اپنی وحی کو قرآن پاک کی طرح واجب الایمان قرار دینا۔

۱۔ میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن پاک پر اور خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن، ص ۲۲۰، جلد ۲۲)

۲۔ میں [illegible] کی تیئیس برس کی متواتر وحی کو کیونکہ کر رد کر سکتا ہوں۔ میں اکی اس پاک وحی [illegible] ہوں جیسا کہ ان تمام خدا کی وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں۔

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن، ص، ۱۵۴، جلد، ۲۲)

۳۔ قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن، ص، ۸۷، جلد، ۲۲)

۴۔ اِنَّا اَنْزَلْنَاہُ قَرِیْبًا مِنَ الْقَادِیَانِ اس کی تفسیر یہ ہے کہ اِنَّا اَنْزَلْنَاہُ قَرِیْباً مِنْ دِمَشْقَ بِطَرَفٍ شَرْقِیٍّ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَیْضَاءِ۔ کیونکہ اس عاجز کی سکونتی جگہ قادیان کے شرقی کنارہ پر ہے۔

(تذکرہ مجموعہ الہامات، ص ۷۶)

۵۔ ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں اگر حدیثوں کا دنیا میں وجود نہ بھی ہوتا تب بھی میرے اس دعوے کو کچھ حرج نہ پہنچتا تھا ہاں خدا نے میری وحی میں جا بجا قرآن شریف کو پیش کیا ہے۔

(اعجاز احمدی، ص، ۳۶، نزول المسیح، روحانی خزائن، ص، ۱۴۰، جلد ۱۹)

علماء کرام و عام امتِ محمدیہ کی تکفیر

۱۔ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن، ص، ۱۶۷، جلد ۲۲)

۲۔ اور مجھے بشارت دی ہے کہ جس نے تجھے شناخت کرنے کے بعد تیری دشمنی اور تیری

مخالفت اختیار کی وہ جہنمی ہے۔ (تذکرہ مجموعہ الہامات، ص، ۱۶۸)

۳۔ دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہوں گے اور انکی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔

(نجم الہدیٰ، ص، ۵۳، روحانی خزائن، ص، ۵۳، جلد ۱۴)

۴۔ جو میرے مخالف تھے ان کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا۔

(روحانی خزائن، ص، ۳۸۲، جلد ۱۸، نزول المسیح حاشیہ)

۵۔ ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا اور محمد کو تو مانتا ہے پر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

(کلمۃ الفصل، ص، ۱۱۹، از مرزا بشیر احمد ایم، اے بن مرزا غلام قادیانی)

نوٹ: جو لوگ (مسلمان) مرزا غلام قادیانی کو مسیح موعود اور جمیع انبیاء ماسبق کی طرح نبی و رسول نہیں مانتے وہ لوگ (مسلمان) مرزا قادیانی اور مرزائیوں کے نزدیک خزیر، عورتیں کتیاں، جہنمی، عیسائی، یہودی، مشرک پکے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

لمحہ فکریہ! خود کو بندگانِ خدا، غلامانِ مصطفی ﷺ، عشاقانِ رسول ﷺ، محبانِ زہراء بتول رضی اللہ عنھا، سپاہِ صحابہ رضی اللہ عنھم، نیازمندانِ اھلبیت رضوان اللہ علیہم کہنے باور و ظاہر کرنے والے اپنا احتساب خود کریں کہ وہ مرزا قادیانی اور مرزائیوں، قادیانیوں کے بارے میں کیا عقیدہ رکھتے ہیں۔ یقیناً قادیانی کافر ہیں۔ تو قادیانیوں کے غلیظ و بدبودار عقائد و نظریات کا خاتمہ اور انکی اصلاح سے خود بچنا اور اوروں کو بچانا اور قادیانیوں کی اصلاح کس کے ذمہ ہے؟

قادیانیوں کیساتھ تعلقاتِ عامہ رکھنے سے انکی حوصلہ افزائی ہوتی ہے یا حوصلہ شکنی؟

حضرت خاتم النبیین محمد مصطفیٰ ﷺ کے خلاف برملا محاذ آرائی کرنے والے گروہ (قادیانیوں) کے ساتھ تعلقات، معاملات رکھنے، انکے بیاہ شادیوں میں شرکت وغیرہ کرنے سے جانِ عالم، روحِ کائنات حضرت خاتم الانبیاء ﷺ کو تکلیف پہنچتی ہے یا تسکین؟ یقیناً تکلیف! روزِ روشن کی طرح ثابت ہوا کہ مرزائی نواز کو بھی اپنے دین و آخرت کی فکر کرنی چاہیے۔ اور جان لینا چاہیے کہ کفار بداحوال و بداقوال کے حامی و سپوٹر حضرات کا بھی انجام انہیں کے ساتھ ہوگا۔ (أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ)

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا۔

اور اعتقاداً مسلمان سمجھتا ہے تاہم مَنْ شَكَّ فِي كُفْرِهٖ وَعَذَابِهٖ فَقَدْ كَفَرَ کی زد میں آکر منافقین و کفار و بے دین کی صف میں خود آ شامل ہوتا ہے۔ اس لئے ایسے شخص کے لئے تجدیدِ ایمان و تجدیدِ نکاح کرنا شرعاً ضروری ہے ورنہ اس پر بھی احکام کفر جاری اور اسکی اولاد ولد الزنا اور ایسے شخص کے گھر بسنے، رہنے والی خاتون بے نکاحی اور مرتکب حرام رہے گی۔

قادیانیوں کی تدفین کا مسئلہ:

سوال: قادیانی چوری چھپے یا مرزائی نوازوں سے ساز باز کر کے مسلمانوں کے قبرستان میں اپنا مردہ گاڑ دیں تو مسلمانوں کو اس پر کیا کرنا چاہیے؟

جواب: اوراقِ گذشتہ میں قرآن وسنت کی روشنی میں آپ نے پڑھا کہ کسی غیر مسلم کی نماز جنازہ جائز نہیں ہے تاھم قادیانی بھی غیر مسلم کافر، زندیق اور مرتد ہیں ان پر زندقہ و مرتدین کے احکام جاری ہوتے ہیں۔

ملا احمد جیون علیہ الرحمہ (۱۰۴۷۔۱۱۳۰) نے تفسیراتِ احمدیہ میں سورہ توبہ کی آیت مذکورہ کے تحت ،، کفار کی تکفین و تدفین،، کے متعلق لکھا ہے۔ لَا اَنْ يُّكَفِّنَهٗ بِالطَّرِيْقِ الْمَسْنُوْنِ وَيَحْفِرَ حُفْرَةً وَّيُلْقِيَهٖ فِيْهَا لَا اَنْ يَّحْفِرَ الْقَبْرَ وَيُلْحِدَ فِيْهِ وَيُدْفَنَ بِالطَّرِيْقِ الْمَسْنُوْنِ۔ (تفسیراتِ احمدیہ، ص، ۴۷۳)

ترجمہ: اور نہ اس (کافر) کو مسنون طریقہ سے کفن پہنایا جائے گا اور اس کے لیے گڑھا کھود کر اس میں ڈال دیا جائے گا۔ (اس کے لئے) مسلمانوں کی طرح قبر اور لحد نہیں بنائیں گے اور نہ ہی مسنون طریقہ سے دفن کریں گے۔ بعدہ یوں ارقام پذیر ہیں۔

نَهْي عَنِ الدَّفْنِ وَالزِّيَارَةِ وَمَا ذُكِرَتْ مِنْ اِلْقَاءِ الْكَفَرَةِ فِي الْحُفْرَةِ اِلْقَاءٌ فِيْهِ لَا دَفْنَ لَهٗ اِذَا الْمَطْلُوْبُ تَرْكُ تَعْظِيْمِهٖ وَ تَرْكُ اِسْتِغْفَارِهِمْ (تفسیرات احمدیہ)

ترجمہ: (آیت کریمہ)،، دفن اور زیارت،، سے منع کیا گیا ہے کافر کی نعش کو گڑھا کھود کر اس میں پھینکنا اسے ،، دفن،، کرنا نہیں کہتے کیونکہ مطلوب و مقصود یہ ہے کہ کافر میت کی نہ تعظیم کی جائے اور نہ ہی اس کے لئے استغفار، جبکہ خاتم النبیین ﷺ نے مومن کے بارے جب وہ زندہ ہوتا ہے اسکی زندگی میں اسکا مقام حریت و تکریم بیان کرتے ہوئے کعبۃ اللہ زادہ اللہ سے مخاطب ہو

...بیان فرمایا: إِنَّ حُرْمَةَ الْمُؤْمِنِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ حُرْمَةً مِّنْكَ (الجامع الترمذی)۔

ترجمہ: بے شک مومن کی عزت اللہ تعالیٰ کے نزدیک تیری حرمت سے زیادہ بلند ہے۔

بلکہ مومن کی قبر کا احترام کرنا بھی زندوں پر لازم قرار دیا: چنانچہ امام حافظ زکی الدین عبدالعظیم المنذری علیہ الرحمہ ۶۰۶ء نے ,,الترغیب والترھیب،، میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے حضرت خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ ﷺ کا ارشادِ گرامی درج کیا: لَأَنْ يَّجْلِسَ أَحَدُكُمْ عَلٰى جَمْرَةٍ فَتَحْرِقَ ثِيَابَهُ فَتَخْلُصَ إِلٰى جِلْدِهٖ خَيْرٌ مِّنْ أَنْ يَّجْلِسَ عَلٰى قَبْرٍ۔

(الترغیب والترھیب، ج۲، ص۶۲۶، مکتبۃ التوفیقیہ مصر)

ترجمہ: تم میں سے کوئی انگارے پر بیٹھ جائے اور انگارہ اس کے کپڑے جلا کر اس کے چمڑے تک پہنچ جائے تو یہ اس کے لئے اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی (مسلمان) کی قبر پر بیٹھے۔ (کیونکہ یہ مسلمان میت کی توھین اور میت کے لئے باعثِ تکلیف ہے)۔

نیز بعدہ! حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ ارشادِ گرامی نقل فرمایا: لَأَنْ أَمْشِيَ عَلٰى جَمْرَةٍ أَوْ سَيْفٍ أَوْ أَخْصِفَ نَعْلِيْ بِرِجْلِيْ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَمْشِيَ عَلٰى قَبْرٍ (رواہ ابن ماجہ باسناد جید ایضا)۔

ترجمہ: میں کسی انگارے پر یا تلوار پر چلوں یا اپنے پاؤں میں آگ کا جوتا پہن لوں یہ مجھے کسی (مسلمان) کی قبر پر چلنے سے زیادہ پسند ہے۔

مزید حضرت عمارہ بن حزم رضی اللہ عنہ کی روایت میں نبی آخر الزمان ﷺ کا یہ ارشادِ گرامی لکھا ہے: رَآنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ جَالِسًا عَلٰى قَبْرٍ فَقَالَ يَا صَاحِبَ الْقَبْرِ انْزِلْ عَلَى الْقَبْرِ لَا تُؤْذِيْ صَاحِبَ الْقَبْرِ وَلَا يُؤْذِيْكَ۔

(الترغیب والترھیب، ج۲، ص۶۲۶، مکتبۃ التوفیقیہ مصر)

ترجمہ: فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک قبر پر بیٹھے ہوئے دیکھا تو ارشاد فرمایا: اے قبر پر بیٹھنے والے! قبر پر سے نیچے اتر جا نہ تو قبر والے کو تکلیف دے اور نہ وہ تجھے تکلیف دے۔

اس فرمانِ رسول ﷺ سے کم از کم دو باتیں اچھی طرح سمجھ آگئیں:

۱۔ لَا تُؤْذِيْ نہ تو اُسے (مردہ کو) ایذا دے یعنی اس کی قبر پر تیرے بیٹھنے سے صاحبِ قبر مسلمان کو تکلیف پہنچتی ہے اگر مومن کی قبر پر مومن بیٹھ جائے تو اس کو تکلیف ہوتی ہے تو اگر

مسلمان کی قبر کے ساتھ (مسلمانوں کے قبرستان میں) مرتد و زندیق مکفر و معذب کو دبا دیں تو کیا اسکے کفر وارتداد، تلعن وتعذیب کی وجہ سے اس مسلمان کو سخت ترین تکلیف نہ پہنچے گی، یقیناً اس کے کفریہ تعفن سے صاحب قبر مسلمان تکلیف محسوس کرتا ہے۔

۲۔ وَلَا يُؤْذِيكَ: اور نہ وہ تجھے تکلیف دے۔

اے مخاطب مسلمان میت کو ایذاء دینے کی وجہ سے تجھے عذاب ہو۔

مردہ کو ایذا رسانی سے بچانا زندوں پر لازم ہے تاہم اگر قادیانی چالاکی دھوکہ دہی یا سینہ زوری سے مسانوں کے قبرستان میں اپنا مردہ گاڑ دیں تو زندہ مسلمانوں پر واجب ہے کہ ان کی غیر شرعی غیر قانونی غیر اخلاقی غاصبانہ حرکت کا ازالہ کریں اور اس مردار کو (بذریعہ قانون) اکھاڑ باہر پھینکیں ورنہ تصرف بے جا اور غاصبانہ حرکت پر خاموشی اختیار کرنے والے سب گنہگار ہوں گے۔ جیسا کہ امام بخاری علیہ الرحمہ نے اپنی الجامع الصحیح کتاب الصلوۃ میں ایک باب باندھا ہے۔ هَلْ يُنْبَشُ قُبُورُ مُشْرِكِي الْجَاهِلِيَّةِ۔ اس کے تحت حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے حدیث شریف نقل کی ہے کہ بنو نجار نبی کریم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں مسجد کے لئے جو جگہ پیش کی اس میں مشرکوں کی قبریں تھیں اور کھجوریں تھیں۔ فَأَمَرَ النَّبِيُّ ﷺ بِقُبُورِ الْمُشْرِكِينَ فَنُبِشَتْ (الجامع الصحیح البخاری ج ۱، ص ۱۷۹، دار المعرفۃ بیروت، امام ابی عبد اللہ محمد اسماعیل بخاری) ترجمہ: پس نبی ﷺ نے مشرکوں کی قبریں اکھاڑنے کا حکم فرمایا تو انکو اکھاڑ دیا گیا۔ اس سے اظہر من الشمس واضح ہوا کہ مشرکوں کی قبروں کو اکھاڑنا جائز اور جب وہ مسلمانوں کے قبرستان میں گاڑ دیئے گئے ہوں تو انہیں اکھاڑنا واجب ہے کیونکہ انکا احترام نہیں ہے۔

جیسا کہ حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ ۷۷۳۔۸۵۲ھ نے فتح الباری میں لکھا ہے: أَيْ دُونَ غَيْرِهَا مِنْ قُبُورِ الْأَنْبِيَاءِ وَأَتْبَاعِهِمْ لِمَا فِي ذَالِكَ مِنَ الْإِهَانَةِ لَهُمْ بِخِلَافِ الْمُشْرِكِينَ لَا حُرْمَةَ لَهُمْ۔ (فتح الباری شرح صحیح البخاری ج ۱، ص ۵۲۴)

ترجمہ: مشرکوں کی قبروں کو اکھاڑا جائے گا۔ انبیاء علیہم الصلوۃ والتسلیمات اور ان کے متبعین کی قبروں کو نہیں کیونکہ اس میں انکی توہین ہے۔ بخلاف مشرکوں کے کہ انکی کوئی عزت وحرمت نہیں۔

یہ بات قرآن عظیم سے بھی ثابت ہے کہ صرف ایمان والے ہی عزت دار ہیں۔ وَلِلّٰہِ

وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَلٰکِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ. (القرآن، منافقون۔ آیت ۸)

ترجمہ: حالانکہ عزت صرف اللہ اور اسکے رسول اور ایمان والوں کے لئے ہے لیکن منافق اس بات کو نہیں جانتے۔

علامہ حافظ بدر الدین عینی علیہ الرحمہ ۷۶۲۔ ۸۵۵ء عمدۃ القاری شرح صحیح بخار میں اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: (فَاِنْ قُلْتَ) کَیْفَ یَجُوْزُ اِخْرَاجُھُمْ مِنْ قُبُوْرِھِمْ وَالْقَبْرُ مُخْتَصٌّ بِمَنْ دُفِنَ فِیْہِ فَقَدْ حَازَہٗ فَلَا یَجُوْزُ بَیْعُهٗ وَلَا نَقْلُهٗ عَنْهُ.

(قُلْتُ) تِلْكَ الْقُبُوْرُ الَّتِیْ اَمَرَ النَّبِیُّ ﷺ بِنَبْشِهَا لَمْ تَكُنْ اِمْلَاكًا لِّمَنْ دُفِنَ فِیْهَا بَلْ لَعَلَّهَا غُصِبَتْ فَلِذٰلِكَ بَاعَهَا مَلَّا كُهَا وَعَلٰی تَقْدِیْرِ التَّسْلِیْمِ اَنَّهَا حُبِسَتْ فَلَیْسَ بِلَازِمٍ اِنَّمَا لَازِمُ تَحْبِیْسِ الْمُسْلِمِیْنَ لَا الْكُفَّارِ وَلِهٰذَا قَالَتِ الْفُقَهَاءُ اِذَا دُفِنَ الْمُسْلِمُ فِیْ اَرْضٍ مَغْصُوْبَةٍ یَجُوْزُ اِخْرَاجُهٗ فَضْلًا عَنِ الْمُشْرِكِ.

(عمدۃ القاری شرح علی صحیح البخاری، ج۲، ص۱۷۹)

ترجمہ: پس اگر کہا جائے کہ کیسے جائز ہے ان (کافر مردوں) کو نکالنا انکی قبروں سے؟ جبکہ قبر اپنے مدفون کے ساتھ مختص ہوتی ہے اس واسطے نہ اس جگہ کو بیچنا جائز ہے اور نہ مردہ کو وہاں سے منتقل کرنا جائز ہے۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ قبریں جن کے اکھاڑنے کا نبی ﷺ نے حکم فرمایا ہے (غالباً) دفن ہونے والوں کی ملکیت نہیں تھیں بلکہ وہ جگہ غصب شدہ تھی اس واسطے مالکوں نے اس جگہ کو فروخت کرایا اور اگر یہ فرض کرلیا جائے کہ یہ جگہ ان (کافر) مردوں کے لئے مخصوص کر دی گئی تھی تب بھی یہ لازم نہیں کیونکہ مسلمانوں کا قبروں میں رکھنا لازم ہے کافروں کا نہیں۔

بناء بر ایں فقہاء کرام نے کہا ہے کہ جب مسلمانوں کو غصب شدہ زمین میں دفن کر دیا گیا ہو تو اس کا نکالنا جائز ہے چہ جائیکہ کافر و مشرک کا نکالنا۔

شیخ زین العابدین ابن نجیم مصری علیہ الرحمہ (۹۷۰ء)، الاشباہ والنظائر،، میں یوں ارقام پزیر ہیں:

قَالَ الْحَاكِمُ فِی الْكَافِیْ مِنْ كِتَابِ التَّحَرِّیْ وَاِذَا اخْتَلَطَ مَوْتَی الْمُسْلِمِیْنَ وَمَوْتَی الْكُفَّارِ فِیْمَنْ كَانَتْ عَلَیْهِ عَلَامَةُ الْمُسْلِمِیْنَ صُلِّیَ عَلَیْهِ وَمَنْ كَانَتْ عَلَیْهِ عَلَامَةُ الْكُفَّارِ تُرِكَ فَاِنْ لَمْ تَكُنْ عَلَیْهِمْ عَلَامَةٌ وَالْمُسْلِمُوْنَ اَكْثَرُ غُسِّلُوْا وَكُفِّنُوْا

وَصُلِّيَ عَلَيْهِمْ وَ يَنْوُوْنَ بِالصَّلٰوةِ وَالدُّعَاءِ لِلْمُسْلِمِيْنَ دُوْنَ الْكُفَّارِ وَيُدْفَنُوْنَ فِيْ مَقَابِرِ الْمُسْلِمِيْنَ وَاِنْ كَانَ الْفَرِيْقَانِ سَوَاءً لَوْ كَانَتِ الْكُفَّارُ اَكْثَرَ لَمْ يُصَلَّ عَلَيْهِمْ وَيُغَسَّلُوْنَ وَيُكَفَّنُوْنَ وَيُدْفَنُوْنَ فِيْ مَقَابِرِ الْمُشْرِكِيْنَ۔

ترجمہ: امام حاکم ،،الکافی،، کی کتاب التحری میں فرماتے ہیں: اور جب مسلمان اور کافر میتیں خلط ملط ہو جائیں تو جن مردوں پر مسلمانوں کی علامت ہوگی ان پر نماز جنازہ پڑھی جائیگی اور جن پر کفار کی علامت ہوگی انکی نمازِ جنازہ ترک کردی جائیگی اور اگر ان (مختلط میتوں) پر کوئی شناختی علامت نہ ہو اور مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہو تو ان کو غسل وکفن دے کر انکی نماز جنازہ ادا کی جائے گی اور نیت یہ کی جائے گی کہ ہم صرف مسلمانوں پر نماز جنازہ پڑھتے اور انکے لئے دعاے مغفرت کرتے ہیں اور ان سب (مردوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا اور اگر فریقین برابر ہوں یا کفار کی اکثریت ہو تو ان پر نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی ان کو غسل دے کر (ان پر پانی بہا کر) کفن (غیر مسنون) دیکر مشرکین (کفار) کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا۔

درج بالا حکم اس صورت میں ہے جب کسی وجہ سے مسلمان اور کافر مردے خلط ملط ہو جائیں کہ ان میں مسلمان کون ہے اور کافر کون؟ تو اس صورت میں اگر کافر مردے زیادہ ہوں یا برابر تو اشتباہ کی بناء پر انہیں مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہ ہوگا۔

چہ جائیکہ قادیانی زندیق و مرتد کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے علامہ موصوف نے مرتد کی تدفین کا حکم بالوضاحت یوں قلمبند فرمایا: وَاِذَا مَاتَ اَوْ قُتِلَ عَلٰى رِدَّتِهٖ لَمْ يُدْفَنْ فِيْ مَقَابِرِ الْمُسْلِمِيْنَ وَلَا اَهْلِ مِلَّةٍ وَاِنَّمَا يُلْقٰى فِيْ حُفْرَةٍ كَالْكَلْبِ۔

(لاشباہ والنظائر۔ج،۱،ص۲۹۱)

ترجمہ: اور جب مرتد مرجائے حالتِ ارتداد میں یا قتل کردیا جائے تو اس کو نہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے اور نہ کسی اور ملت کے قبرستان میں بلکہ اسے کتے کی طرح گڑھے میں ڈال دیا جائے۔

صاحب درمختار مرتد کی تدفین کے بارے لکھتے ہیں: اَمَّا الْمُرْتَدُّ فَيُلْقٰى فِيْ حُفْرَةٍ كَالْكَلْبِ لیکن جو مرتد ہے اسکو کتے کی طرح گڑھے میں ڈال دیا جائے گا۔

علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ نے یوں لکھا ہے:

وَلَا يُغَسَّلُ وَلَا يُكَفَّنُ وَلَا يُدْفَعُ اِلٰى مَنِ انْتَقَلَ اِلٰى دِيْنِهِمْ۔ (ردالمختار، ج،۲،ص،۲۳۰)

ترجمہ: اور نہ اسے (مرتد کو) غسل دیا جائے نہ کفن دیا جائے اور نہ اسے ان لوگوں کے سپرد کیا جائے جن کا مذھب اس (مرتد) نے اختیار کیا۔

امام جمال الدین ابو اسحاق ابرھیم بن علی بن یوسف الشیر ازی الشافعی ۴۷٦ھ اور امام محی الدین یحیٰ بن شرف النووی ٦٧٦ء رحمہما اللہ تعالیٰ نے کفار کی تدفین کے احکام کے بارے یوں لکھتے ہیں: قَالَ الْمُصَنِّفُ رَحِمَهُ اللهُ وَ لَا يُدْفَنُ كَافِرٌ فِي مَقْبَرَةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَلَا مُسْلِمٌ فِي مَقْبَرَةِ الْكُفَّارِ۔

شرح: اِتَّفَقَ اَصْحَابُنَا رَحِمَهُمُ اللهُ عَلٰى اَنَّهُ لَا يُدْفَنُ مُسْلِمٌ فِي مَقْبَرَةِ الْكُفَّارِ وَلَا كَافِرٌ فِي مَقْبَرَةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَلَوْ مَاتَتْ ذِمِّيَّةٌ حَامِلٌ بِمُسْلِمٍ وَمَاتَ جَنِيْنُهَا فِي جَوْفِهَا فَفِيْهِ اَوْجَهٌ۔ (اَلصَّحِيْحُ) اِنَّهَا تُدْفَنُ بَيْنَ مَقَابِرِ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْكُفَّارِ وَيَكُوْنَ ظَهْرُهَا اِلَى الْقِبْلَةِ لِاَنَّ وَجْهَ الْجَنِيْنِ اِلٰى ظَهْرِ اُمِّهٖ هٰكَذَا قَطَعَ بِهٖ ابْنُ الصَّبَّاغِ وَالشَّاشِيُّ وَ صَاحِبُ الْبَيَانِ وَغَيْرُهُمْ وَهُوَ الْمَشْهُوْرُ (شرح مہذب، ص، ۲۸۵، جلد، ۵، بیروت).

ترجمہ: مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔؛؛ اور نہ دفن کیا جائے کسی کافر کو مسلمانوں کے قبرستان میں اور نہ کسی مسلمان کو کافروں کے قبرستان میں،،

شرح: اس مسئلہ میں ہمارے اصحاب (شافعی ساتھیوں) کا اتفاق ہے کہ کسی مسلمان کو کافروں کے قبرستان میں اور کسی کافر کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں کیا جائے گا اور اگر کوئی ذمیہ (ذمی عورت) مر جائے جو مسلمان سے حاملہ تھی اور اسکے پیٹ میں اسکا بچہ بھی مر جائے تو چند وجوہات ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ اسے مسلمانوں اور کفار کے قبرستان کے درمیان الگ دفن کیا جائے گا اور اسکی پشت قبلہ کی طرف کی جائے گی کیونکہ پیٹ میں بچے کا منہ اسکی ماں کی پشت کی طرف ہوتا ہے۔ ابن الصباغ، شاشی اور صاحب البیان وغیرھم نے اسی قول کو اختیار کیا ہے اور یہی (ہمارے مذھب کا) مشہور ہے۔ علامہ ابو بکر محمد بن عبد اللہ المالکی المعروف ابن العربی ۵۴۳ھ تفسیر احکام القرآن میں سورۃ الاعراف آیت ۱۷۲ کے تحت؛ قدریہ کے بارے میں یوں ارقام پذیر ہیں: اِخْتَلَفَ عُلَمَاءُ الْمَالِكِيَّةِ فِي تَكْفِيْرِهِمْ عَلٰى قَوْلَيْنِ يُقَالُ لِلصَّرِيْحِ مِنْ اَقْوَالِ مَالِكٍ تَكْفِيْرُهُمْ۔ علمائے مالکیہ کے انکی تکفیر میں دو قول ہیں چنانچہ امام مالک رحمہ اللہ کے اقوال سے صاف طور پر ثابت ہے کہ وہ کافر ہیں۔

فَلَا يُنَا كِحُوا وَلَا يُصَلِّ عَلَيْهِمْ فَإِنْ خِيفَ عَلَيْهِمُ الضَّيْعَةُ دُفِنُوا كَمَا يُدْفَنُ الْكَلْبُ. فَإِنْ قِيلَ: وَأَيْنَ يُدْفَنُونَ؟ قُلْنَا لَا يُؤْذَى بِجِوَارِهِمْ مُسْلِمٌ

ترجمہ: پس نہ ان سے رشتہ ناطہ کیا جائے نہ ان کی نماز جنازہ پڑھی جائے اور اگر ان کا کوئی والی وارث نہ ہو اور انکی لاش ضائع ہونے کا خطرہ ہو تو کتے کی طرح کسی گڑھے میں دب دیا جائے۔ اگر یہ کہا جائے کہ انہیں (پھر) کہاں دفن کیا جائے؟ تو ہمارا جواب یہ ہے کہ کسی مسلمان کو انکی ہمسائیگی سے ایذا نہ دی جائے۔ علامہ ابو بکر محمد بن عبداللہ المالکی المعروف بابن العربی علیہ الرحمہ، ،قدریہ،، کے عقائد ونظریات کی وجہ سے احکام القرآن (ج۲، ص ۸۰۲ بیروت) میں سورہ الاعراف آیت نمبر ۱۷۲ کے تحت انکے بارے میں درج ذیل احکام اخذ کیے ہیں۔

۱۔ انکے ساتھ نکاح، رشتہ ناطہ ناجائز ہے۔

۲۔ انکی نماز جنازہ پڑھنا، پڑھانا (امامت کروانا) حرام ہے۔

۳۔ انکی وہ لاش جو لاوارث بھی ہو اور اسکے خراب ہوجانے کا اندیشہ بھی ہو تب بھی اسے دفن نہ کیا جائے گا بلکہ اسے کتے کی طرح کسی گڑھے میں ڈال دیا جائے (یہ ذلت اسکے عقائد ونظریات کی وجہ سے ہے)

۴۔ اس بدعقیدہ (کافر) کو مسلمانوں کے قبرستان میں کسی صورت میں بھی دفن نہ کیا جائے۔ (کیونکہ شرعاً وقانوناً جرم ہے)

۵۔ مسلمانوں کے قبرستان میں کفار کو اس واسطے دفن کرنا روا نہیں کہ انکی نحوست وتعذیب و تلعین کی وجہ سے مسلمانوں کو ایذا (تکلیف) پہنچتی ہے۔

الشیخ الامام موفق الدین ابو محمد عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ المقدسی الحنبلی ۶۲۰ء المغنی میں اور امام شمس الدین ابوالفرج عبدالرحمن بن محمد بن احمد بن قدامہ الحنبلی علیہ الرحمہ ۶۸۲ء ،،الشرح الکبیر،، میں نصاریٰ وغیرہ کے احکام کے بارے میں یوں ناقل ہیں:

رُوِيَ عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ مِثْلُ هٰذَا الْقَوْلِ وَرُوِيَ عَنْ عُمَرَ أَنَّهَا تُدْفَنُ فِي مَقَابِرِ الْمُسْلِمِينَ، قَالَ ابْنُ الْمُنْذِرِ لَا يَثْبُتُ ذٰلِكَ قَالَ أَصْحَابُنَا وَ يُجْعَلُ ظَهْرُهَا إِلَى الْقِبْلَةِ عَلَى جَانِبِهَا الْأَيْسَرِ لِيَكُونَ وَجْهُ الْجَنِينِ إِلَى الْقِبْلَةِ عَلَى جَانِبِهَا الْأَيْمَنِ لِأَنَّ وَجْهَ الْجَنِينِ إِلَى ظَهْرِهَا. (المغنی مع الشرح الکبیر، ج۲، ص۴۲۳، مطبوعہ بیروت ۱۴۰۳ء)

اور اگر نصرانیہ (عورت) جو حاملہ بھی مسلمان شوہر سے مرجائے تو اسے مسلمانوں اور نصاریٰ کے قبرستان کے درمیان (الگ) دفن کیا جائے۔

امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ نے اس (نظریہ وعمل) کو اس واسطے اختیار کیا ہے کہ وہ (عورت) کافرہ ہے۔ اس کو مسلمان کے قبرستان کے قبر میں دفن نہیں کیا جائے گا کہ اس کے عذاب سے مسلمان (مُردوں) کو ایذاء ہو اور اسے کافروں کے قبرستان میں دفن نہیں کیا جائے گا اس واسطے کہ اس کے پیٹ میں بچہ مسلمان ہے اسے کافروں کے عذاب سے ایذاء ہو گیا اس واسطے اس (نصرانیہ) کو الگ دفن کیا جائے گا۔ اسی کے ساتھ حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کی روایت بھی اسی قول کی طرح ہے اور حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے جو مروی ہے کی ایسی عورت کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا ابن المنذر کہتے ہیں کہ روایت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت نہیں۔ ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ اس نصرانیہ کو بائیں کروٹ لٹا کر اس کی پشت قبلہ کی جانب کی جائے تا کہ بچے کا منہ قبلہ کی طرف رہے اور وہ داہنی کروٹ پر ہو کیونکہ پیٹ میں بچے کا چہرہ عورت کی پشت کی طرف ہوتا ہے۔ مذکورہ بالا تصریحاتِ مذاہب اربعہ سے معلوم ہوا کہ شریعت اسلامی کا متفق علیہ و مسلم مسئلہ ہے کہ کسی غیر مسلم کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا بالکل جائز نہ ہے بلکہ مذاہبِ اربعہ (احناف، مالکیہ، شوافع، اور حنابل) کے علاوہ ۸۴ کا آئین پاکستان بھی اس عمل کی اجازت نہیں دیتا کہ کوئی بھی قادیانی لاہوری وغیرہ مُردہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے۔ بلکہ شریعتِ اسلامی اس اصولی مسئلہ کی نہ چاہتے ہوئے بھی مرزا غلام قادیانی کو تائید کرنا پڑی جیسا کہ حافظ محمد یوسف پنشنر صاحب کے ایک خط کے طویل جواب میں ۱۲ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو نبوت کے جھوٹے دعوا دروں کی بابت مرزا غلام قادیانی یوں ارقام پذیر ہے حافظ صاحب یاد رکھیں کہ جو کچھ رسالہ قطع الوتین میں جھوٹے مدعیان نبوت کی نسبت بے سروپا حکایتیں لکھی گئی ہیں وہ حکایتیں اس وقت تک ایک ذرہ قابل اعتبار نہیں جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ مفتری لوگوں نے اپنے اس دعوے پر اصرار کیا اور توبہ نہ کی۔ اور یہ اصرار کیونکر ثابت ہو سکتا ہے جب تک اسی زمانہ کی کسی تحریر کے ذریعہ سے یہ امر ثابت نہ ہو کہ وہ لوگ اسی افتراء اور جھوٹے دعویٰ نبوت پر مرے اور انکا کسی اسوقت کے مولوی نے جنازہ نہ پڑھا اور نہ وہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کئے گئے۔ (تحفۃ الندوۃ، ص ۷۔ مندرجہ روحانی

خزائن، جلد ۱۹، ص ۹۵، سطر ۵ تا ۱۰، ضیاء الاسلام پریس ربوہ چناب نگر، مرزا غلام قادیانی)

پھر حافظ صاحب کی خدمت میں خلاصہ کلام یہ ہے کہ میرے توبہ کرنے کے لئے صرف اتنا کافی نہ ہوگا کہ بفرضِ محال کوئی کتاب الہامی مدعی نبوت کی نکل آوے جس کو وہ قرآن شریف کی طرح (جیسا کہ میرا دعویٰ ہے) خدا کی ایسی وحی کہتا ہو جسکی صفت میں لاریب فیہ ہے۔ جیسا کہ میں کہتا ہوں اور پھر یہ بھی ثابت ہو جائے کہ وہ بغیر توبہ کے مرا اور مسلمانوں نے اپنے قبرستان میں اسکو دفن نہ کیا۔(تحفۃ الندوۃ، ص ۱۱، ۱۲، مندرجہ روحانی خزائن جلد ۱۹، ص ۹۹، ۱۰۰ ضیاء الاسلام پریس ربوہ چناب نگر مرزا غلام قادیانی)۔

مرزا قادیانی کی درج بالا عبارات (بالخصوص خط کشیدہ) سے واضح ہوا کہ:

۱۔ جو بھی جھوٹا مدعی نبوت ہو کافر ہے، اسکے پیروکار بھی کافر و مرتد بیدین ہیں جو کہ کسی بھی اسلامی حقوق کے حقدار نہیں ہیں۔

۲۔ کسی بھی کافر و مرتد کی نماز جنازہ اور اسکی مسلمانوں کے قبرستان میں تدفین ناجائز و حرام بلکہ قانوناً بھی جرم ہے۔

۳۔ یہ کہ مرزا غلام قادیانی جو کہ دیگر جھوٹے مدعیان نبوت کو کاذب، کافر بیدین، خارج از اسلام کہتا و لکھتا رہا خود بھی جھوٹی نبوت کا دعویٰ کیا اور بقلم خود وہ سب کچھ ہوا جو اس نے لکھا ہے۔

۴۔ یہ کہ مرزا غلام قادیانی اپنے شیطانی الہامات کو قرآن کریم کی طرح خدا کا کلام سمجھتا بلکہ معاذ اللہ عین قرآن کریم کہتا ہے۔

تاہم بقول و بقلم خود مرزا غلام قادیانی اور اسکی ذریت کافر و بیدین ہونے کی وجہ سے انہیں احکام کے صریح طور پر مستحق ہیں جو کہ مرتدین کے بارے میں قرآن و سنت و فقہاء کرام آئمہ اربعہ سے ثابت کیے جا چکے ہیں۔ بایں وجہ ہر بستی و شہر کے مسلمانوں و قانون کے محافظوں پر لازم ہے کہ قادیانیوں کو اسلامی اقدار پر ڈاکہ زنی، بدمعاشی، مسلمانوں کے حقوق غصب کرنے جیسے سنگین جرائم سے باز رکھیں۔ ان سے ترک تعلقات و معاملات ہر مسلمان پر لازم ہے۔

كَمَا قَالَ اللهُ تَعَالَى : وَلَا تَرْكَنُوْا إِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُوْنِ اللهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ (سورہ ھود، آیت ۱۱۳)۔

ترجمہ: ان لوگوں کی طرف مائل نہ ہونا جنہوں نے ظلم (کفر) کیا ورنہ تمہیں بھی آگ

چھوئے گی اور اللہ کے سوا تمھارا کوئی مددگار نہ ہوگا پھر تمھاری بھی مدد نہیں کی جائے گی۔

اور حکم فرمایا: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰۤى اَوْلِیَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ

(سورہ مائدہ، آیت:۵۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! یہود اور نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ، وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں اور تم میں سے جو کوئی انہیں دوست رکھے گا وہ انہیں میں سے ہوگا، بے شک اللہ ظلم کرنے والوں کو ہدایت نہیں دیتا۔

دوسری جگہ فرمایا: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْۤا اٰبَآءَكُمْ وَ اِخْوَانَكُمْ اَوْلِیَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِیْمَانِ وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔

(سورہ توبہ، آیت ۲۳)

ترجمہ: اے ایمان والو! اگر تمھارے باپ دادا اور بھائی ایمان کے مقابل کفر سے محبت رکھیں تو انہیں دوست نہ بناؤ اور تم میں سے جنھوں نے ان کے ساتھ دوستی کی تو وہی ظالم ہیں۔

اور فرمایا: وَ لَا تَرْكَنُوْۤا اِلَى الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِیَآءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ۔ (سورہ ھود، آیت:۱۱۳)

ترجمہ: مسلمانو! اُن لوگوں کی طرف مائل نہ ہونا جنھوں نے کفر کیا ورنہ تمھیں بھی آگ چھوئے گی اور اللہ کے سوا تمھارا کوئی مددگار نہ ہوگا پھر تمھاری بھی مدد نہیں کی جائے گی۔

اور فرمایا: لَا تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ لَوْ كَانُوْۤا اٰبَآءَهُمْ اَوْ اَبْنَآءَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْ اُولٰٓىٕكَ كَتَبَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الْاِیْمَانَ وَ اَیَّدَهُمْ بِرُوْحٍ مِّنْهُ۔ (سورہ المجادلہ، آیت:۲۲)

ترجمہ: اے محبوب! آپ ان لوگوں کو جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہوں ایسا نہ پائیں گے کہ وہ ان لوگوں سے محبت رکھتے ہوں جنھوں نے اللہ اور اسکے رسول سے دشمنی کی خواہ وہ انکے باپ ہوں یا بیٹے یا بھائی یا قریبی رشتہ دار، یہی لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان ثبت فرما دیا۔ نیز فرمایا: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِیَآءَ (سورہ الممتحنہ، آیت ۱) ترجمہ: اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو

دوست نہ بناؤ۔

خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا: اَلْمَرْءُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِهٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُكُمْ مَنْ یُّخَالِلُ (السنن ابوداود ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، الامام سلیمان بن اشعث ابی داود، الجامع الترمذی)۔

ترجمہ: آدمی اپنے دوست کے مذہب پر ہوتا ہے خوب غور کر لیا کرو کہ تمھاری دوستی اور خلوت (بیٹھک) کس کے ساتھ ہے۔

الامام الحافظ عبد اللہ بن عبد الرحمن الدارمی السمر قندی ۲۵۵ھ سنن الدارمی باب: اِجْتِنَابُ اَهْلِ الْاَهْوَاءِ وَالْبِدَعِ وَالْخُصُوْمَةِ میں حضرت ابوقلابہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ارقام پذیر ہیں۔

قَالَ اَبُوْ قِلَابَةَ: لَا تُجَالِسُوْا اَهْلَ الْاَهْوَاءِ وَلَا تُجَادِلُوْهُمْ فَاِنِّیْ لَا اٰمَنُ اَنْ یَّغْمِسُوْكُمْ فِیْ ضَلَالَتِهِمْ اَوْ یَلْبَسُوْا عَلَیْكُمْ مَا كُنْتُمْ تَعْرِفُوْنَ (السنن الدارمی ،ص،۱۲۰، جلد ا قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی، امام حافظ عبد اللہ بن عبد الرحمن دارمی)۔

ترجمہ: حضرت ابوقلابہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بدمذہبوں کے پاس مت بیٹھو اور ان سے بحث نہ کرو، مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ یہ لوگ تمھیں اپنی گمراہی میں نہ ڈبو دیں، یا تمھارے اپنے یقین کو ہی نہ متزلزل کر دیں۔

الشیخ الحافظ الامام سلیمان بن الاشعث ابی داود السجستانی علیہ الرحمہ نے اپنی سنن ،،ابی داود کتاب الجہاد کے آخری باب: فِی الْاِقَامَةِ بِاَرْضِ الشِّرْكِ میں حضرت سیدنا سمرہ بن جندب کے حوالہ سے رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان عالی شان نقل فرمایا ہے: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَمَنْ جَامَعَ الْمُشْرِكَ وَسَكَنَ مَعَهٗ فَاِنَّهٗ مِثْلُهٗ (السنن ابوداود جلد ۲، ص،۲۹، ایچ ایم سعید کمپنی کراچی الامام سیمان بن اشعث ابی داود)۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص مشرک سے صحبت رکھے اور اس کے ساتھ سکونت رکھے تو وہ بھی اسی جیسا ہے۔ اس فرمان رسول ﷺ سے روز روشن سے زیادہ واضح ہوا کہ جب اس عارضی و فانی دنیا میں بے دین، مشرک اور کفار کی صحبت و سکونت کو اللہ جل جلالہ اور اسکے پیارے رسول ﷺ نے پسند نہیں فرمایا تو قبر کی طویل ترین زندگی کی ہمسائیگی کو کیسے گوارا فرمائینگے۔

اس مسئلہ کی مزید وضاحت کے لیے ذیل میں ہم اسلاف و مفتیان کرام رحمھم اللہ تعالیٰ کے چند

فتاویٰ جات بھی درج کر رہے ہیں:

اعلیٰ حضرت مولانا امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرضوان کا فتویٰ:

اللہ تعالیٰ سچا اور اسکا کلام سچا، مسلمان پر جس طرح لا الہ الا اللہ ماننا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو وحدہٗ لا شریک جاننا فرض اوّل ومناط ایمان ہے یونہی محمد رسول ﷺ کو خاتم النبیین ماننا، انکے زمانے میں خواہ انکے بعد نبی جدید کی بعثت کو یقیناً قطعاً محال و باطل فرضِ اجل وجزء ایقان ہے۔ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ نصِ قطعی قرآن ہے۔ اس کا منکر نہ منکر بلکہ شبہ کرنے والا نہ شاک کہ اونے ضعیف احتمال خفیف سے توہم خلاف رکھنے والا قطعاً اجماعاً کافر ملعون مخلوق النیر ان ہے نہ کہ وہی کافر ہو بلکہ جو اس کے عقیدہ ملعونہ پر مطلع ہو کر اسے کافر نہ جانے وہ بھی کافر جو اس کے کافر ہونے میں شک وتردد کو راہ دے وہ بھی کافر بین الکافر جلی الکفر ان ہے۔

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ سے ایک شیعہ اثنا عشری مذہب رکھنے والا، کلمہ "لا الہ الا اللہ محمدٌ رّسول اللہ، علیٌ خلیفۃ بلا فصل" وغیرہ اعتقادات مذہب شیعہ کا معتقد فوت ہوا جو حنفی المذہب نے اس کو غسل دیا اور جنازہ پڑھایا، کی بابت سوال کیا گیا کہ امام صاحب مذکور کا یہ فعل شرعاً کیسا ہے اور کیا تعزیر ہونی چاہیے؟ جواب میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ یوں ناقل ہیں:

صورت مذکورہ میں وہ امام سخت اشد کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوا، اس نے حکم قرآن عظیم کا خلاف کیا۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى (وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا) تعزیر یہاں کون دے سکتا ہے، اس کی سزا حاکم اسلام کی رائے پر ہے، وہ چاہتا تو بہتر کوڑے لگاتا اور چاہتا تو قتل کر سکتا تھا کہ اس نے مذہب کی توہین کی۔ اس کے پیچھے نماز جائز نہیں اور اسے امامت سے معزول کرنا واجب۔ تبیین الحقائق وغیرہ میں ہے "لِاَنَّ فِيْ تَقْدِيْمِهٖ لِلْاِمَامَةِ تَعْظِيْمِهٖ وَقَدْ وَجَبَ عَلَيْهِمْ اِهَانَتِهٖ شَرْعاً۔" فتاویٰ حجہ و غنیہ میں ہے: "لَوْ قُدِّمُوْا فَاسِقاً يَاْثِمُوْنَ۔"

یہ سب اس صورت میں ہے کہ اس نے کسی دینوی طمع سے ایسا کیا ہو، اگر دینی طور پر اسے کار ثواب اور رافضی تبرائی کو مستحق غسل ونماز جان کر یہ حرکات مردودہ کیں تو وہ مسلمان ہی نہ رہا۔ اگر عورت رکھتا ہو اس کے نکاح سے نکل گئی کہ آجکل رافضی تبرائی عموماً مرتدین ہیں "کما حققناہ فی رد الرفضۃ" اور بحکم فقہائے کرام تو نفس تبرا کفر ہے۔ کما فی "الخلاصۃ" و

"فتح القدیر" وغیرھا کتب کثیرۃ۔ کافر کے لیے دعائے مغفرت ہی کفر ہے نہ کہ نمازِ جنازہ۔ کما فی الاعلام وغیرہ وبیناہ فی فتاوانا، واللہ تعالیٰ اعلم۔"
(فتاویٰ رضویہ، جلد ہفتم، کتاب الجنائز، باب احوال قرب موت: ص 81،80)

فقیہہ اعظم حضرت نور اللہ نعیمی علیہ الرحمہ ایک استفتاء، "ایک رنڈی جو بدمعاشی کا پیشہ یعنی زنا میں رہتی ہے وہ فوت ہوگئی ہے تو اس کے جنازہ کے متعلق کیا احکام ہیں؟ کیا اس کا جنازہ ہو سکتا ہے کہ نہیں اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہو سکتی ہے یا نہیں؟ جواب میں فقیہہ اعظم علیہ الرحمہ یوں ارقام پذیر ہیں:

قاعدہ یہ ہے کہ ہر مسلمان نیک ہو یا بد اِس کا جنازہ پڑھنا لازم ہے اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے البتہ ڈاکو اور باغی جو ڈکیتی اور بغاوت کے دوران قتل ہو جائے یا اپنے باپ یا ماں کو کوئی سنگدل قتل کردے تو ان کا جنازہ نہیں۔ ہاں اگر کوئی ایسا بدکار ہو کہ بدکاری، زنا یا چوری یا شراب وغیرہ کا جائز و حلال جانتا ہو تو وہ مسلمان ہی نہیں بلکہ کافر و مرتد ہوتا ہے تو ایسے کا نہ جنازہ ہے اور نہ ہی اہل اسلام کے قبرستان میں دفن کیا جا سکتا ہے، مرد ہو یا عورت، رنڈی ہو یا پارسا۔
یہ احکام فتاویٰ عالمگیری، تنویر الابصار، در المختار، شامی وغیرہا کتب معتبرہ مذہب حنفیہ میں ہیں۔
(فتاویٰ نوریہ، جلد 1، ص: 549،548)

محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد چشتی قادری رحمۃ اللہ علیہ ایک طویل استفتاء کے جواب میں لکھتے ہیں:

زید سے جبکہ مرزائی کے بیعت فارم پر دستخط کرائے تو زید کافر و مرتد ہو گیا۔ زید اسلام سے باہر ہو گیا اور مرزائی ہو گیا، اس کی نماز شرعاً نماز نہیں اور اس کا اپنے آپ کو مسلمان تصور کرنا غلط اس کی بیوی نکاح سے باہر، اس کی بیوی اگر زید مرزائی ہونے پر بے خبر رہی تو وہ معذور ہے، زید کی بیوی کو جو حمل زید کے مرزائی ہونے سے پہلے ہوا اس حمل سے جو بچہ پیدا ہوگا، وہ جائز اولاد سے ہے، زید نے مرزائی بننے کے بعد جو مجامعت کی تو قطعاً حرام مگر جو بچہ ڈیڑھ دو ماہ کے بعد پیدا ہوا تو اس بچہ کو حرامزادہ نہیں کہا جائے گا، کیونکہ اس بچہ کا وجود اس کے مرزائی ہونے سے پہلے ہو چکا تھا۔ ہاں اس نے جو مجامعت کی وہ حرام ہے، پہلے بچے کے بعد جو دو بچے پیدا ہوئے وہ حرام اور زنا کے ہیں، کیونکہ نکاح ٹوٹ چکا تھا۔ اس لیے وہ دو بچے حرامکاری، زنا و بدکاری سے ہوئے اور اس کے

بچے بچیاں مسلمان رہیں گے، ان کا نکاح مسلمان عورت مسلمان مرد سے جائز ہے، ایسے بچے جو حرامکاری و بدکاری سے ہیں وہ ثابت النسب نہیں ہیں، ان کا شرعاً باپ نہیں لہٰذا ایسے بچے ماں کی وراثت کے حقدار ہیں، ماں کے توسط سے جتنے رشتہ دار ہوں گے شریعت کے مطابق ایسے بچے ان رشتہ داروں کے ورثاء ہوں گے۔ ان کی وراثت کے شریعت کے مطابق حقدار ہوں گے، مسئلہ صورت واقعی پیچیدہ ہے اور اس پیچیدگی کا حل یہ ہے کہ وہ شخص جلد از جلد مرزئی مذہب سے توبہ کرلے، نئے سرے سے کلمہ اسلام پڑھے، تجدید اسلام کرے، حرام کاری سے توبہ کرے، تو اس کے بعد اپنی سابقہ بیوی سے دوبارہ نکاح کرے، حلالہ کرنے کی یا عدت گزارنے کی اس میں ضرورت نہیں۔ دو مسلمان گواہوں کے سامنے اس شخص میں اور اس کی بیوی میں ایجاب وقبول ہوجائے، یا کسی نکاح پڑھانے والے مسلمان سے شرعی گواہوں کے سامنے ایجاب وقبول کرے تو نکاح ہوجائے گا۔ اس شخص پر فرض کہ اپنی بیوی سے معافی مانگے کیونکہ اس نے اپنی سابقہ بیوی کی عصمت دری کی ہے، اس سے حرام کاری کی ہے اور اس بیچاری کو شوہر کے مرزئی ہونے کا علم نہیں، کیونکہ وہ لاعلم رہی لہٰذا اس حرام کاری کی وجہ سے وہ گناہگار نہ ہوئی مگر اس شخص کا عذر جہالت ایسے قریہ میں مقبول نہیں، توبہ کرے مسلمان ہوجائے، اپنی بیوی سے دوبارہ شریعت کے مطابق نکاح کرے بس قریہ ختم ہے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم

(فتاویٰ محدث اعظم پاکستان: ص، 96،95، بزم رضا اکیڈمی فیصل آباد)

حضرت علامہ مفتی محمد عبد العلیم سیالوی شیخ الحدیث والفقہ جامعہ نعیمیہ لاہور، ایک استفتاء "کافر کے لیے دعائے مغفرت کرنے اور اس کو خراج عقیدت پیش کرنے" کے جواب میں یوں ارقام پذیر ہیں:

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

"وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ" (المنافقون:84)

(ترجمہ): اور ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھنا اور نہ ان کی قبر پر کھڑے ہونا بیشک وہ اللہ ورسول کے منکر ہوئے اور فسق ہی میں مر گئے۔

کافر کے لیے دعائے مغفرت کرنا جائز نہیں یہ غیر اسلامی فعل ہے اور ان کے ایمان کو ہٹ بھی کرتا

ہے اس لیے لازم ہے کہ وہ توبہ کے ساتھ ساتھ تجدید ایمان بھی کریں۔
(فتاوی دار العلوم نعیمیہ لاہور، جلد دوم، ص:96، ادارہ نعیم المصنفین جامعہ نعیمیہ لاہور)

کفار و مرتدین کے احکام بالتفصیل معلوم کرنے کے لیئے کتب فقہ خصوصا رد المحتار، الاشباہ والنظائر کا مطالعہ انتہائی مفید ہے کتاب وسنت وفقہائے کرام رحمہم اللہ کی عبارات وتعلیمات سے حتمی وتفصیلی حکم یہی ثابت ہوا ہے کہ مرتدین وکفار کے ساتھ سنگت وصحبت حرام انکے پیچھے، ان پہ نماز ونماز جنازہ پڑھنا، پڑھانا حرام، حرام اور قطعا حرام اور اگر وہ مسلمانوں کے قبرستان میں اپنا مردہ مردار گاڑ دیں تو اسکا نبش (اکھاڑنا) لازم اور اگر کوئی مسلمان کسی قادیانی مرتد کا جنازہ پڑھے تو اس پر تجدید اسلام، تجدیدِ نکاح لازم ورنہ بغیر توبہ ونکاح کے کفر وزنا کی حالت میں مرے گا۔

اَسْتَغْفِرُ اللہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ حَسْبُنَا اللہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ عَلَی اللہِ تَوَکَّلْنَا فَھُوَ حَسْبِیَ اللہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ۔

بارگاہِ صمدیت میں دعا ہے کہ اللہ تعالی ہمیں دینِ اسلام وایمان پہ استقامت بخشے اور ہم سب کا خاتمہ بالخیر فرمائے۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔
اٰمِیْنَ بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلَّمَ۔

قاری محمد افضل باجوہ فیروزی نقشبندی صاحب
امیر تحریک فدایانِ ختم نبوت پاکستان
ناظمِ اعلی جامعہ اسلامیہ محمدیہ چوک داتا زیدکا
۱۸ محرم الحرام ۱۴۴۲ھ، ۷ ستمبر، ۲۰۲۰ء بروز پیر شریف
یومِ دفاعِ ختمِ نبوت
بوقت ۳۔۳۰ بعد الظہر